سہ ماہی نحن انصار اللہ کینیڈا
جنوری، فروری، مارچ 2008ء

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا ترجمان

نحن انصار اللہ

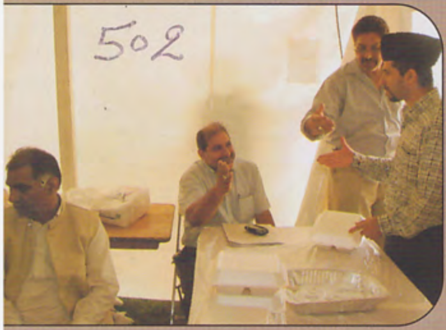

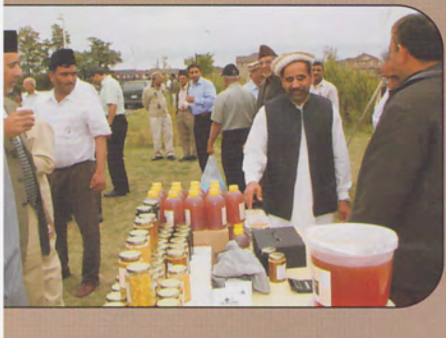

مجلس انصار اللہ کینیڈا کے سالانہ اجتماع 2007ء کی چند جھلکیاں

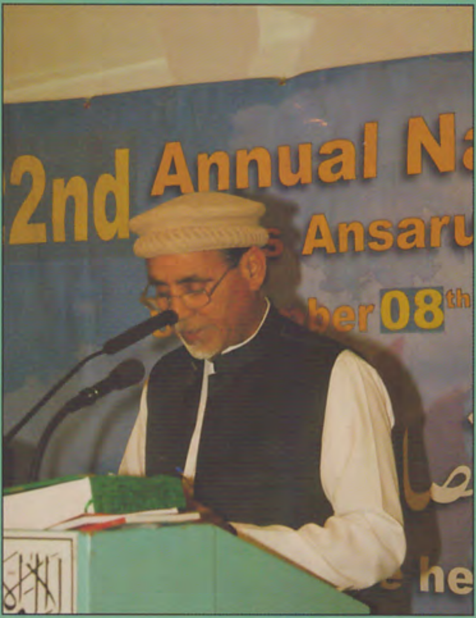
2nd Annual Na
Ansaru
ber 08th
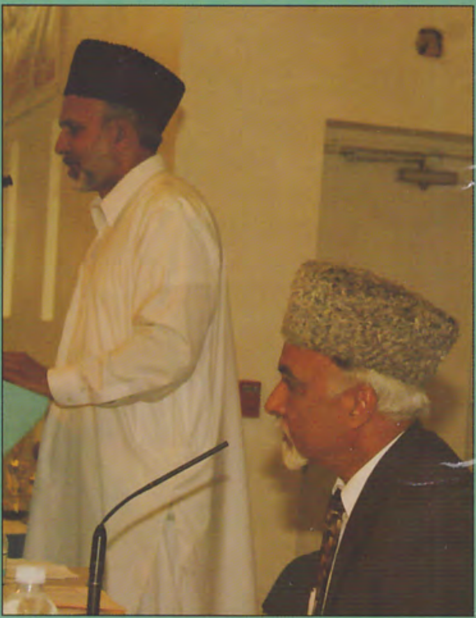

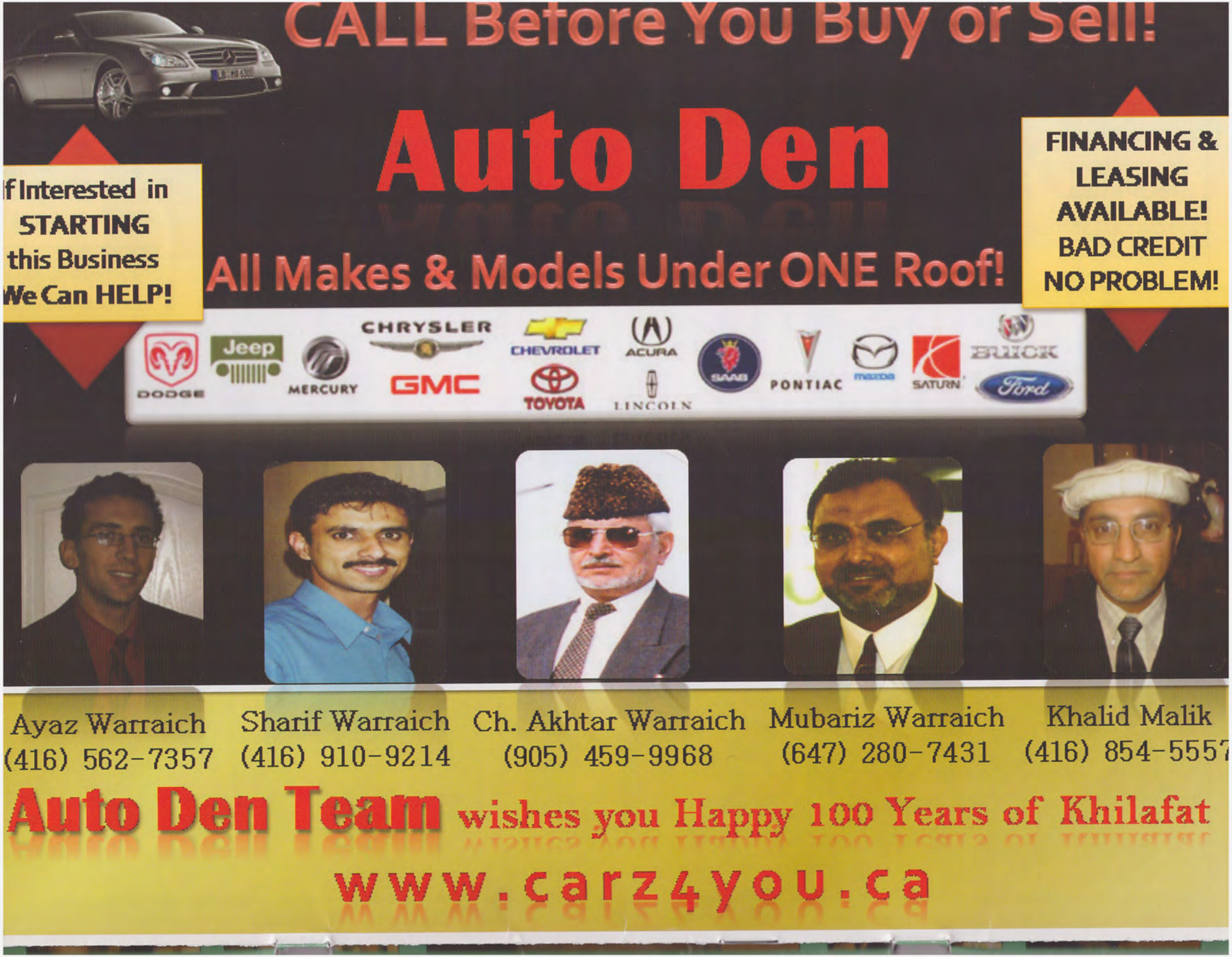

CALL Before You Buy or Sell!
Auto Den
If Interested in STARTING this Business We Can HELP!
All Makes & Models Under ONE Roof!
FINANCING & LEASING AVAILABLE! BAD CREDIT NO PROBLEM!
DODGE
Jeep
MERCURY
CHRYSLER
GMC
CHEVROLET
TOYOTA
ACURA
LINCOLN
SAAB
PONTIAC
mazda
SATURN
BUICK
Ford
Ayaz Warraich (416) 562-7357
Sharif Warraich (416) 910-9214
Ch. Akhtar Warraich (905) 459-9968
Mubariz Warraich (647) 280-7431
Khalid Malik (416) 854-555
Auto Den Team wishes you Happy 100 Years of Khilafat
www.carz4you.ca

NAWAB CATERING
Halal

"The taste you will never forget. Delicious Lahori and Karachi dishes."

Featuring 4 combos:

Combo 1. Chicken biryani, raita, salad, kheer

Combo 2. Peas pullao, veal korma, Lahori chanay, nan, salad, raita And Kheer

Combo 3. Chicken pullao, veal korma, tandoori chicken, Palak gosht, nan, raita, salad, zarda

Combo 4. chicken biryani, lamb korma, tandoori chicken, Lahori chanay, karahi chicken, macaroni salad, green salad, raita, chutney, gajar ka halwa and fruit custard

Appetizers: vege samosa, vege pakora, meat samosa, fish pakora, chicken tikka

Other Dishes: Boneless chicken masala, chilly chicken, butter chicken, dall mash masala, nehari, haleem

Other Desserts: fresh fruit, mango ice-cream, mutanjan, gulab jamun

We provide banquet halls and serve in community halls and all other places as well.

For bookings please call:

<u>Bashir Ahmad</u>

Cell: 416-856-4224
Res: 416-423-6134

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم　　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی و دینی مجلّہ

نحنُ انصارُ اللّٰہ

جلد نمبر: 9 ☆☆ شمارہ نمبر: 1 ☆☆ بابت جنوری، فروری، مارچ 2008ء ☆☆ صلح، تبلیغ، وفا 1387 ہجری شمسی

نیشنل امیر جماعتہائے احمدیہ کینیڈا

ملک لال خان

صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

چوہدری شفقت محمود

قائد اشاعت

محمد زبیر منگلا

مدیر۔ اردو

ناصر احمد وینس

مدیر۔ انگلش

ڈاکٹر ساجد احمد

کمپوزنگ و ڈیزائننگ

محمد خلیل

فہرست مضامین

	صفحہ نمبر
☆ دینی اقتباسات	2
☆ ادارتی صفحات	3
☆ آنحضور ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی قربانیوں کے تذکرے	5
☆ اللہ کے بندے کون ہیں	11
☆ مکرم خان محمد عیسیٰ جان صاحب کا ذکرِ خیر	12
☆ جدید ایجادات، ایک نعمت ایک امتحان	15
☆ آدابِ گفتگو	19
☆ قارئین کے خطوط	22
☆ مرکزی سہ ماہی امتحانات کے انعقاد کی غرض و اہمیت	24
☆ جکارتہ کانفرنس اور خلافت کا احیاء	26
☆ طب و صحت: موٹاپا	28
☆ ہلکی پھلکی گفتگو ---- سخن فہمی	32
☆ آمدن، خرچ، بچت اور گھر کا بجٹ	35

دفتر اشاعت: 100 Ahmadiyya Ave, Maple. Ont., Canada L6A 3A4 Tel: 905-417-1800 Fax: 905-417-1006

E-Mail Address: nahnuansarullah_canada@yahoo.ca

درس القرآن

تمام دینوں پر اسلام کا غلبہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا!

از: علّامہ زمخشری رحمہُ اللہ تعالیٰ

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ (الفتح:۲۹)

ترجمہ:- وہ خُدا ہی ہے جس نے اپنے رسُول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے اور اللہ ہی کافی گواہ ہے۔

تفسیر:۔ امام محمود بن عمر الزمخشری (وفات: ۵۲۸ھ) اپنی تفسیر ”الکشّاف عن حقائق غوامض التّنزیل“ میں آیت مندرجہ بالا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمام دینوں پر اسلام کا غلبہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہوگا۔ اور یہ غلبہ دلائل و براہین اور آیاتِ ربّانیہ کے ذریعہ سے ہوگا۔ (تفسیر الکشّاف الجزء الثالث صفحہ ۴۶۸ مطبوعہ مصر)

درس الحدیث

غلبۂ اسلام کیلئے اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو صالح بیٹا عطا کرے گا!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ اِلَى الْاَرْضِ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ. (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰؑ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوں گے آپ شادی کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔

تشریح: اس حدیث کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

قَدْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اَنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ فَفِیْ هٰذَا اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ اللّٰهَ یُعْطِیْهِ وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِهُ اَبَاهُ وَلَا یَاْبَاهُ وَیَكُوْنُ مِنْ عِبَادِهِ الْمُكْرَمِیْنَ وَالسِّرُّ فِیْ ذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یُبَشِّرُ الْاَنْبِیَاءَ وَ الْاَوْلِیَاءَ بِذُرِّیَّةٍ اِلَّا اِذَا قَدَّرَ تَوْلِیْدَ الصَّالِحِیْنَ.

آئینہ کمالاتِ اسلام حاشیہ صفحہ: ۵۷۸)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود کو صالح بیٹا عطا کرے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اس کے برعکس نہ ہوگا۔ اور وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہوگا۔ اور اولاد کی بشارت عطا ہونے میں راز کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو جب اولاد کی بشارت دیتا ہے تو اس اولاد کا صالح ہونا لازماً مقدّر ہوتا ہے

روحانی خزائن

فرزندِ موعود کی بشارت کے الہامی الفاظ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی مندرجہ بالا حدیث (پیشگوئی) کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو فرزندِ موعود کی درجِ ذیل الفاظ میں بشارت دی:۔

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ عَنْمُوَ اِیْل وَبَشِیْر اَنِیْقُ الشَّكْلِ دَقِیْقُ الْعَقْلِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ. یَاْتِیْ مِنَ السَّمَآءِ. وَالْفَضْلُ یَنْزِلُ بِنُزُوْلِهٖ وَهُوَ نُوْرٌ مُبَارَكٌ وَ طَیِّبٌ مِنَ الْمُطَهَّرِیْنَ یُفْشِی الْبَرَكٰتِ وَیُغَذِّی الْخَلْقَ مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَیَنْصُرُ الدِّیْنَ.

آئینہ کمالاتِ اسلام حاشیہ صفحہ: ۵۷۷)

یعنی۔ ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ اس کا نام عنمو ایل اور بشیر ہوگا۔ وہ خوش شکل اور وجیہہ ہوگا۔ اور وہ صاحبِ عقل و فہم ہوگا۔ وہ آسمان سے آئے گا اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ اور وہ نُور ہوگا اور برکت دیا جائے گا۔ اور مطہّر لوگوں میں سے ہوگا۔ اس کی برکتیں پھیلیں گی۔ وہ مخلوق کو پاکیزہ (یعنی رُوحانی) غذا دے گا اور دین کا مددگار ہوگا۔

صداقتِ احمدیت کا ایک عظیم الشان نشان۔۔۔ پیشگوئی مصلح موعود

ابتدائے افرینش سے خدا تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ جب بھی اپنے کسی فرستادہ کو عظیم الشان بشارت سے سرفراز کرنا ہوتا ہے تو اسے غیر معمولی طور پر عبادت و مجاہدہ کی تحریک ہوتی ہے۔ جسکے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فرستادہ پر اپنی بشارت منکشف کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہِ طور پر 40 دن مشغول عبادت رہنا اور پھر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب نبوت سے قبل غار حرا میں خدائے واحد کی عبادت کرنا اسکی نمایاں مثالیں ہیں۔

اسی طرح بانی احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے بھی غیبی تحریک کے ماتحت ہوشیار پور اور لدھیانہ کے مقام پر 40 دن برابر چلہ کشی فرمائی۔ اس غیر معمولی عبادت کے بعد آپ کو فرزند ارجمند مصلح موعود کی عظیم الشان بشارت دی گئی۔ جسے آپ نے اپنے قلم سے 20 رفروری 1886ء کو ایک اشتہار کی شکل میں تحریر فرمایا جو اخبار ''ریاضِ ہند'' امرتسر کی یکم مارچ 1886ء کی اشاعت میں بطور ضمیمہ شائع ہوا۔ اس پیشگوئی کو آپ نے بطور نشان اپنے مخالفین کے سامنے پیش فرمایا۔ چنانچہ 12 رجنوری 1889ء کو اس پیشگوئی کا ظہور ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ فرزندِ دلبند گرامی ارجمند عطا فرمایا۔ یعنی سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔

پیشگوئی کی تمام صفات کا ظہور آپکے وجود باوجود سے ہوا۔ کوئی انسان خاص طور پر جسکی عمر بڑی ہو چکی ہو اور کئی بیماریاں بھی ساتھ لگی ہوں۔ اپنے متعلق دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میرے ہاں اولاد ہوگی بھی یا نہیں۔ پھر اگر اولاد ہو بھی جائے تو کون کہہ سکتا ہے کہ بیٹا ہوگا یہ جوان بھی ہوگا اور بڑا ہو کر ان صفات کا حامل ہوگا۔ حضرت فضلِ عمرؓ 14 رمارچ 1914ء سے لیکر 8 نومبر 1965ء تک اکیاون سال خلافت کے منصب پر فائز رہے۔ اس دوران آپ نے اسلام واحمدیت کی ترقی، نیز ملّی وقومی بہبود کیلئے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور ان کے جو عظیم الشان نتائج نکلے غیروں نے بھی ان کا برملا اعتراف کیا ہے۔ نمونہ کے طور پر یہاں پاکستان کے ایک مشہور روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور کا تراشہ درج کیا جاتا ہے۔ نوائے وقت اپنی 9 نومبر 1965ء کی اشاعت میں آپ کی وفات پر لکھتا ہے:-

''لاہور 8 نومبر۔ احمدیہ فرقہ کے مذہبی پیشوا مرزا بشیر الدین محمود احمد کا آج صبح ربوہ میں انتقال ہو گیا۔ آپ عرصہ دراز سے بیمار تھے آپ کی عمر 77 سال تھی اور آپ کی تدفین ربوہ میں کل ہوگی۔ احمدیہ فرقہ کے نئے مذہبی سربراہ کے انتخاب کے لئے ربوہ میں انتخابی کونسل کا اجلاس ہو رہا ہے اور نئے سربراہ کا انتخاب مرزا بشیر الدین محمود کی تدفین سے پہلے کیا جائے گا۔ آپ کو 1914ء میں جماعت کا سربراہ منتخب کیا گیا تھا۔ آپ نے ساری دنیا میں بالعموم اور افریقہ یورپ اور امریکہ میں بالخصوص احمدیہ مشن کھولے اس سلسلہ میں آپ دو مرتبہ خود یورپ گئے۔ آپ نے کل 96 نئے مشن قائم کئے۔ یہ مشن افریقہ کے مغربی ساحل کے ملکوں میں خصوصیت سے عیسائی مشنوں کے مقابلے میں کام کر رہے ہیں۔ تحریک پاکستان کے دوران مرحوم مرزا بشیر الدین محمود نے مسلم لیگ کی حمایت کی۔ 1922ء میں آریہ سماجیوں نے یوپی میں مسلمانوں کو ہندو بنانے کی مہم شروع کی تو مرزا صاحب نے ارتداد کو روکنے کے لئے کافی کام کیا۔ آپ نے قرآن پاک کا ایک درجن سے زائد زبانوں میں ترجمہ کرایا۔ جن میں ڈچ۔ جرمن، انڈونیشی اور سواحیلی شامل ہیں۔ آپ 1931 میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی تھے۔ 1948ء میں آپ نے جہاد کشمیر میں حصہ لینے کے لئے رضا کاروں کی فرقان بٹالین تیار کر کے ہائی کمان کے سپرد کر دی۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے جنازہ میں شرکت کے لئے احمدیہ فرقہ کے لوگ ربوہ پہنچ رہے ہیں، ان میں سے کئی سمندر پار ملکوں سے آرہے ہیں۔'' (بحوالہ: الفضل 13 نومبر 1965ء)

اس سے قبل جب آپ نے ربوہ دار الہجرت کی بستی کی تعمیر کے وقت پاکستان کے بعض بڑے اخبارات کے صحافیوں کو ربوہ کی مجوزہ جگہ کے دیکھنے کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کی اولوالعزمی کا برملا اظہار کیا۔ چنانچہ مشہور صحافی وقار انبالوی نے اپنے اخبار روزنامہ ''سفینہ'' لاہور میں مندرجہ ذیل تبصرہ شائع کیا:-

''گذشتہ اتوار کو امیر جماعت احمدیہ نے لاہور کے اخبار نویسوں کو اپنی نئی بستی ربوہ کا مقام دیکھنے کی دعوت دی اور انہیں ساتھ لے کر وہاں کا دورہ کیا۔ اس دورے کی تفصیلات اخباروں میں آچکی ہیں۔ ایک مہاجر کی حیثیت سے ربوہ ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ ساٹھ لاکھ مہاجر

پاکستان آئے لیکن اس طرح کہ وہاں سے بھی اُجڑے اور یہاں پر بھی کسمپرسی نے انہیں منتشر کر رکھا۔ یہ لوگ مسلمان تھے۔ ربّ العالمین کے پرستار اور رحمۃ العالمین کے نام لیوا مساوات و اخوت کے علمبردار، لیکن اتنی بڑی مصیبت بھی انہیں یکجانہ کر سکی۔ اس کے برعکس ہم اعتقادی حیثیت سے احمدیوں پر ہمیشہ طعنہ زن رہے ہیں لیکن ان کی تنظیم ان کی اخوت اور دُکھ سکھ میں ایک دوسرے کی حمایت نے ہماری آنکھوں کے سامنے ایک نیا قادیان آباد کرنے کی ابتدا کردی ہے۔ مہاجر بن کر وہ لوگ بھی آئے جن میں خدا کے فضل سے ایک ایک آدمی ایسی بستیاں بسا سکتا تھا۔ لیکن ان کا روپیہ ان کی ذات کے علاوہ کسی غریب مہاجر کے کام نہ آسکا۔ ربوہ ایک اور نقطۂ نظر سے بھی ہمارے لئے محلِ نظر ہے۔ وہ یہ کہ حکومت بھی اس سے سبق لے سکتی ہے اور مہاجرین کی صنعتی بستیاں اس نمونے پر بسا سکتی ہے۔ اس طرح ربوہ، عوام اور حکومت کے لئے ایک مثال ہے اور زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ لمبے چوڑے دعوے کرنے والے منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور عملی کام کرنے والے کوئی دعویٰ کئے بغیر کچھ کر دکھاتے ہیں۔" (سفینہ لاہور 13 نومبر 1948ء)

پس مذکورہ بالا پیشگوئی اپنے تمام قرائن سے حرف بہ حرف سچ ثابت ہو کر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی صداقت پر مُہرِ تصدیق ثبت کر گئی۔ لیکن وائے افسوس ان لوگوں پر جو روزِ روشن کی طرح اس نشان کو دیکھتے ہوئے بھی صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے انکاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آنکھیں کھولے اور حق کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر پر حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اہم پیغام احمدی احباب کیلئے بھی درج کیا جاتا ہے جو آپ نے اگست 1947ء کو وصیت کے رنگ میں تحریر فرمایا جسے پڑھنا اور یاد رکھنا بہت ضروری ہے۔ آپؓ نے تحریر فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اور آپ کے قدم کو ڈگمگانے سے محفوظ رکھے، سلسلہ کا جھنڈا نیچا نہ ہو۔ اسلام کی آواز پست نہ ہو، خدا کا نام ماند نہ پڑے۔ قرآن سیکھو اور حدیث سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ اور خود عمل کرو اور دوسروں کو عمل کراؤ۔ زندگیاں وقف کرنے والے ہمیشہ تم میں ہوتے رہیں..... نظامِ خلافت زندہ رہے اور اس کے لئے جان دینے کے لئے ہر صاحبِ ایمان آمادہ کھڑا ہو۔ صداقت تمہارا زیور، امانت تمہارا حسن اور تقویٰ تمہارا لباس ہو۔ خدا تمہارا ہو اور تم اس کے ہو۔" (بحوالہ: ماہنامہ مصباح فروری 1992ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضورؓ کی اس دردمندانہ وصیت پر حتی المقدور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الوداع-----------خوش آمدید

گذشتہ سال کے آخر پر نیشنل صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا کا دستورِ اساسی کی روشنی میں انتخاب ہوا۔ جسکے نتیجہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم چوہدری شفقت محمود صاحب کی آئندہ تین سال کیلئے بطور صدر مجلس منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ پیشتر ازیں محترم ملک کلیم احمد صاحب سات سال تک اس عہدہ پر فائز رہتے ہوئے نہایت جانفشانی اور بھرپور جذبے کیساتھ خدمات بجالاتے رہے۔ آپکے دورِ صدارت میں مجلس نے ترقیات کی نئی منزلیں سر کیں۔ مجلس کیلئے احمدیہ ایونیو پر الگ دفتر کا خریدا جانا اسکی نمایاں مثال ہے، جس کے بعد مجلسی سرگرمیوں کو انجام دینے میں تقویت حاصل ہوئی، مجالس میں نئی بیداری دیکھنے میں آئی۔ محترم ملک صاحب بیک وقت صدر مجلس انصار اللہ اور نیشنل سیکرٹری وصایا کے ساتھ ساتھ دفتر انصار اللہ میں واقع ہومیو پیتھک کلینک پر مریضوں کے مفت علاج کے ذریعہ دُکھی انسانیت کی خدمت بھی بجالاتے رہے جسکا سلسلہ تا حال جاری ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم ملک صاحب کو اسی طرح بھرپور صحت کے ساتھ خدماتِ سلسلہ و انسانیت کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

نئے صدر مجلس محترم شفقت محمود صاحب، سابقہ صدر مجلس محترم ملک کلیم احمد صاحب کے ساتھ بطور نائب صدر شروع سے خدمات بجالا رہے ہیں۔ اس طرح آپکو مجلسی اور انتظامی امور کا وسیع تجربہ حاصل ہے۔ ادارہ نحن انصار اللہ کی ٹیم، اپنے نئے صدر محترم کو خوش آمدید کہتے ہوئے دعا گو ہے کہ آپ کے دورِ صدارت میں بھی مجلس انصار اللہ کینیڈا ترقیات کی نئی نئی راہوں پر قدم مارتی چلی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ بیش از پیش مقبول خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صحابہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے تذکرے

﴿ از: عبدالعزیز منگلا۔ مجلس انصاراللہ زعامت علیا بیت الاحد۔ لاہور ﴾

خداتعالیٰ قرآن شریف میں صحابہ کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ٻ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۾ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَــظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۰

(48:30)

ترجمہ: محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔ یہ اُن کی مثال ہے جو تورات میں ہے۔ اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اُسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے، کاشتکاروں کو خوش کر دے تا کہ ان کی وجہ سے کفار کو غیظ دلائے۔ اللہ نے ان میں سے اُن سے، جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے، مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

صحابہ رضوان علیہم اجمعین کی بے پناہ قربانیوں۔ ایثار صبر اور استقامت اور وفا کے صلہ میں خداتعالیٰ نے فرمایا کہ رضی اللہ عنہم و رضوعنہ (اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا اور وہ اُس سے راضی ہوئے)۔

یہ ازل سے رسم چلی آرہی ہے کہ جب بھی خدا کا کوئی مامور آتا ہے نور کی شمع کو بجھانے کے لئے اندھیرے کے پجاری ہر حربہ استعمال کرتے ہیں۔ اور خدا کے فرستادہ کے چاروں جانب مشکلات و مصائب کے جال بُن دیتے ہیں۔ مگر سعید روحیں اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کر لیتی ہیں اور وہ اِس آستانہ پر حاضر ہو کر اپنا تن من دھن قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی سے گزر کر کندن بن جاتے ہیں۔ اور ابدی عزّت کے تاج انہی کے سروں پر رکھے جاتے ہیں۔ اس تاریخ کا سب سے روشن باب حضرت اقدس محمد مصطفٰے ﷺ نے اور آپ کے صحابہؓ نے اپنی قربانیوں سے رقم کیا۔ ایک طرف مخالفت کی تیز و تند آندھیاں ہیں تو دوسری طرف صبر و استقامت کے پہاڑ ہیں۔ بظاہر کمزور اور ناتوں انسان مگر عزم اور یقین میں شیروں کے سے دل رکھتے ہیں اور بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکر لینے کے لئے ہر دم مستعد اور تیار رہتے ہیں۔ اور بڑی جرأت اور پامردی کے ساتھ سر اُٹھا کر اپنے ایمان کا برملا اعلان و اظہار کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اسی ایمان و ایقان کی حفاظت کے لئے اپنی سب سے قیمتی متاع یعنی جان کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں سے بعض نے جان کا نذرانہ پیش کیا۔ جلتے انگاروں پر لٹایا گیا۔ عین دوپہر کے وقت گرم پتھروں پر گھسیٹا گیا اتنا مارا گیا کہ سارا جسم اور چہرہ لہولہان ہو گیا۔ اُلٹا لٹکا کر نیچے آگ جلا دی گئی۔ لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا گیا۔ بھوک پیاس میں مبتلا رکھا گیا۔ شیر خوار بچوں کو دودھ سے محروم کر دیا گیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ سوشل بائیکاٹ، اور تعلقات قطع کر دیئے گئے۔ جائدادوں سے محروم کر دیا گیا۔ شوہروں نے مسلمان بیویوں کو طلاق دے دی۔ وطن سے بے وطن کیا گیا۔ اتنا ظلم کیا گیا کہ بعض حاملہ عورتوں کے حمل ضائع ہو گئے۔ عبادت گاہیں گرادی گئیں۔ اور خداتعالیٰ کی عبادت سے روک دیا گیا۔ غرض کہ کون سا ظلم تھا جو روا نہ رکھا گیا ہو اور کون سا ستم تھا جو عمل میں نہ لایا گیا ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کے یہ شیر صبر و استقامت کے یہ شہزادے اذیتوں اور مصائب و آلام کے سارے راستوں کو پھلانگتے ہوئے خداتعالیٰ کی واحدانیت کے قیام اور اسکی سرفرازی اور اُس کی رضا کے حصول کے لئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتے تھے۔ جن کے لئے ایمان کے مقابل یہ فانی دنیا کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ قریش کے ایک معزز فرد تھے اسلام لائے تو اُنہوں نے برملا اپنے ایمان کا اظہار کیا۔ اور قریش کو بھی دعوت اسلام دی مگر یہ سنتے ہی مشرکین مکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور حضرت ابوبکرؓ کو گرا کر بہت مارا۔ بدبخت عقبہ بن ربیعہ اپنے مضبوط جوتے سے اُن پر مسلسل وار کرتا رہا جس وجہ سے آپ کا چہرہ لہولہان ہوگیا۔ اور آپ کا چہرہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔ زخموں کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہوگئے۔ دن کے آخری حصہ میں جب اُنہیں ہوش آیا تو اُن کے مُنہ سے پہلا جملہ یہ نکلا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟

بالآخر بنوتمیم کے لوگوں نے آپ کو دشمنوں کے حملوں سے بچایا۔ زخموں سے چور حالت میں رسول کریم ﷺ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ کی والدہ اُنہیں حضورؐ کی خدمت میں لے آئیں۔ آپ کی حالت دیکھ کر رسول کریم ﷺ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں مگر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ سوائے چہرہ کے زخموں کے اور کوئی تکلیف نہیں۔ پھر آپؓ نے حضورؐ سے والدہ کو اسلام کی دعوت دینے اور دعا کرنے کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں وہ ایمان لے آئیں۔ حضرت عمر بن خطابؓ جیسا جری اور بے باک شخص بھی دشمنوں کے شر سے محفوظ نہ رہا۔ آپ کے اسلام قبول کرنے پر ایک شخص جبل بن معمر نے مسجد حرام میں جا کر اعلان کیا کہ عمر بے دین ہوگیا ہے حضرت عمرؓ وہاں پہنچے اور کہا کہ یہ شخص جھوٹا ہے میں نے توحید کو قبول کیا ہے۔ یہ سُن کر سب حضرت عمرؓ پر جھپٹ پڑے اور دیر تک اُن سے لڑتے رہے اور حضرت عمرؓ فرماتے رہے کہ تم جو چاہے کرلو اَب میں یہ دین نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت زبیر بن عوامؓ جب اسلام لائے تو اُن کی عمر آٹھ سال کی تھی اُن کا چچا اُنہیں چٹائی میں لپیٹ کر لٹکا دیتا تھا اور نیچے آگ جلا کر اُن کی ناک میں دُھواں دیتا تھا اور اسلام سے انکار کرنے کا کہتا مگر حضرت زبیرؓ فرماتے میں کبھی اسلام سے انکار نہیں کرسکتا۔ حضرت بلالؓ جسے امیر المومنین حضرت عمرؓ سیدنا بلال کہہ کر پکارتے تھے اُن کا آقا اُمیہ اُنہیں کڑکتی دھوپ میں باہر لے جاتا بطحا وادی میں پُشت کے بل لٹا کر اُوپر بھاری پتھر رکھ دیتا اور کہتا کہ محمد (ﷺ) کا انکار کر اور بتوں کو معبود مان۔ مگر منوں پتھروں کے بوجھ تلے دبا ہوا پیاس سے زبان باہر نکلی ہوئی والا بلال کہتا اَحد اَحد۔ یعنی خدا ایک ہے، خدا ایک ہے۔ اللہ اللہ عشق و وفا کے جو نغمے صحابہؓ نے گائے تاریخ عالم اُس کی مثال لانے سے قاصر ہے۔ حضرت عمرؓ کے بہنوئی سعید اور اُن کی ہمشیرہ فاطمہؓ کو خباب بن ارت قرآن پڑھایا کرتے تھے یہ صابر وشاکر صحابی مکّہ میں آہن گری کا کام کرتا تھا۔ دشمن اُن پر ظلم اس طرح کرتے کہ اُن کی دہکتی بھٹی سے کوئلے نکالتے اُنہیں پُشت کے بل کوئلوں پر لٹا دیتے۔ کوئلوں کی تمازت سے جسم کی چربی نکل نکل کر کوئلوں کو ٹھنڈا کر دیتی بار بار کی اس مشق سے پُشت کا چمڑا جل کر سیاہ اور موٹا ہو چکا تھا۔ حضرت عمرؓ نے آپ کی پُشت دیکھ کر فرمایا میں نے آج تک کسی شخص کی ایسی پیٹھ نہیں دیکھی۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم پر ہر رنگ کی آزمائش آئی لیکن اُن کے پائے ثبات میں ذرا برابر لغزش نہیں آئی۔ حضرت سعد بن وقاصؓ کی والدہ نے جب سنا کہ میرے بیٹے نے اسلام قبول کرلیا ہے تو اسے یہ مذہب چھوڑنے کے لئے کہا ورنہ بھوک ہڑتال کی دھمکی دی۔ چوبیس گھنٹے کی بھوک ہڑتال کے بعد حضرت سعد بن وقاصؓ نے اپنی والدہ سے مخاطب ہوکر کہا اے میری ماں! تیری ایک جان ہے ناخدا کی قسم اگر تیری ہزار جانیں بھی ہوتیں اور ایک ایک کر کے میرے سامنے نکلتیں تب بھی میں اس دین کو نہ چھوڑتا۔ ماں نے بیٹے کی یہ استقامت دیکھی تو بھوک ہڑتال ختم کردی۔ اسی زمانہ میں ستر صحابہ کو دھوکہ سے تبلیغ کے بہانے بلایا گیا مگر انتہائی سفاکی کے ساتھ شہید کردیا گیا اُن کے سردار حضرت حرام بن ملحانؓ کی پشت پر نیزہ مارا گیا جو جسم سے پار ہوگیا۔ جب خون کا فوارہ پھوٹا تو حضرت حرامؓ نے اسی سے چلو بھر کر منہ اور سر پر پھیرا اور یہ تاریخی کلمات ادا کئے فُزْتُ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ یعنی کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ ایک صحابی حضرت عروہؓ کو گھر کے صحن میں صبح کی اذان دینے پر تیر سے شہید کردیا گیا۔ حضرت فردہ بن عمرؓ فلسطین کے علاقہ میں قیصر روم کے عامل تھے رسول کریم ﷺ نے اُنہیں اسلام کی دعوت دی تو بغیر کسی پس و پیش کے اسلام لے آئے۔ جب قیصر روم کو اُن کے اسلام لانے کی اطلاع ہوئی تو اُنہیں دربار میں بلایا اور قید کردیا اور جب اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو اُنہیں صلیب پر لٹکا کر شہید کردیا مگر حضرت فردہؓ نے جادۂ حق سے ہٹنا گوارا نہ کیا۔

وضو خوں سے نہ ہو جب تک نہیں ہوتا روا سجدہ
یہاں سر کٹ کے گرتا ہے تو ہوتا ہے روا سجدہ

دشمن کے حملہ کی خبر سننے پر جب رسول کریم ﷺ نے صحابہ سے مشورہ طلب کیا تو ایک صحابی حضرت مقداد بن اسودؓ نے یہ تاریخی جملہ کہا کہ ''اے خدا کے محبوب ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی، سامنے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔'' اُن کے یہ کلمات وقتی جوش یا جذبات میں کہی ہوئی کوئی بڑ نہیں تھی بلکہ صحابہ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کرکے دکھایا کہ نیزوں کی انی اور تلوار کی چمک اُنہیں راہِ حق سے ہٹا نہیں سکتی۔ اُنہوں نے اپنے خون کا آخری قطرہ تک اس راہ

میں قربان کردیا۔ حضرت انس بن نضرؓ اتفاق سے بدر کی جنگ میں شریک نہ ہو سکے تھے اور انہیں اس بات کا بہت قلق تھا۔ جنگ اُحد میں شریک ہو کر وہ داد شجاعت دی کہ دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ اور دشمن کی صفوں میں گھس کر انہیں تہس نہس کردیا۔ روائتوں میں آتا ہے کہ اُن کی شہادت کے بعد اُن کے جسم پر نیزوں اور تلواروں کے اَسّی سے زیادہ نشانات تھے۔ بہن ربیع بنت نضرؓ نے بھائی کو اُس کی اُنگلیوں کے پوروں سے شناخت کیا۔ اسی جنگ اُحد کا واقعہ ہے حضرت طلحہؓ حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑے ہوگئے اور داہنے ہاتھ پر چہرہ مبارک پر آنے والے تیر روکتے تھے۔ جس وجہ سے آپ کا ہاتھ ہمیشہ کے لئے مفلوج ہوگیا۔ اسی اُحد میں شہید ہونے والے ایک انصاری سعد بن ربیعؓ زخموں سے چور جب عالمِ نزع میں تھے۔ اُنہوں نے زندہ بچ جانے والے صحابہ کو وصیت کرتے ہوئے کہا کہ رسول کریم ﷺ ہمارے درمیان خدا کی امانت ہیں مرتے دم تک ہم نے اس امانت کی حفاظت کی۔ اب تمہاری ذمہ داری ہے کہ اس امانت کو کسی بھی طرح کوئی گزند نہ پہنچے۔ حضرت خبیب بن زید انصاریؓ صحابی تھے مسیلمہ کذاب نے اُنہیں پکڑ کر رسول کریم ﷺ کی رسالت کا انکار اور اپنی رسالت کا اقرار کروانے کی بار بار کوشش کی۔ مگر ہر بار حضرت خبیبؓ انکار کرتے رہے۔ جس پر مسیلمہ نے مشتعل ہو کر آپ کا ایک ایک عضو کاٹ کر شہید کردیا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ایسی ہی عظیم الشان قربانیوں کا نقشہ بانی سلسلہ احمدیہ نے یوں کھینچا ہے۔

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِیْ حُبِّهِمْ
تَحْتَ السُّیُوْفِ اُرِیْقَ کَالْقُرْبَانِ

کہ ان عظیم الشان انسانوں کا خون سچائی سے محبت کی وجہ سے تلواروں کے نیچے قربانی کے جانوروں کی طرح بہایا گیا۔ یہ سچ ہے کہ بارگاہِ احدیت کے اِن جان نثاروں نے اپنے اموال، عزتوں، نفوس اور جانوں کی قربانی دی مگر اسلام پر کسی قسم کی کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّد

خداتعالیٰ کی راہ میں لازوال قربانی کرنے والے نابغۂ روزگار ایک اور وجود حضرت یاسرؓ تھے۔ آفتاب رسالت طلوع ہوتے ہی آپ بمعہ خاندان ایمان لے آئے۔ بنومخزوم نے اس خاندان پر ظلم و بربریت کی انتہا کردی۔ انتہائی کوششوں کے باوجود جب دشمن اس پاکیزہ گھرانے کے پائے ثبات میں کوئی لغزش پیدا نہ کرسکے تو غصہ سے آگ بگولا ہو کر ابوجہل نے حضرت یاسرؓ کی اہلیہ سمیہؓ کی شرمگاہ میں نیزہ مار کر اُن کو شہید کردیا۔ یہ اسلام میں پہلی شہادت تھی۔ ایک دفعہ اس سارے گھرانے کو تکلیف دی جارہی تھی کہ حضورؐ کا اِدھر سے گزر ہوا آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے آلِ یاسر صبر کرو اور اُس جزا پر خوش ہو جاؤ جو دائمی جنت کی صورت میں تمہیں ملنے والی ہے۔ غزوہ اُحد کے قریب زمانہ میں دس صحابہ کو ظالمانہ طور پر موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ مگر کسی نے صداقت سے مُنہ نہ موڑا ان میں سے ایک صحابی حضرت خبیبؓ نے شہادت سے قبل دو نفل ادا کئے اور یہ شعر پڑھتے ہوئے تختۂ دار کو چوم لیا۔

لَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰہِ مصرعی
وَذَالِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یشاء
یُبَارِکْ عَلٰی اوصالِ شلوٍ مُمَزَّعٖ

یعنی جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جاؤں تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر گرتا ہوں میری یہ سب قربانی اللہ کی رضا کے لئے ہے وہ اگر چاہے گا تو میرے ریزہ ریزہ اعضاء میں بھی برکت ڈال دے گا۔

دستِ عزرائیل میں مخفی ہے سب رازِ حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شرابِ زندگی
(مصلح موعودؓ)

حضرت عثمانؓ بن مظعون نے اسلام قبول کیا تو دشمنوں کے مظالم سے بچنے کے لئے ولید بن مغیرہ کی پناہ میں آگئے۔ مگر جب اُنہوں نے دیکھا کہ دوسرے صحابہ تکالیف برداشت کررہے ہیں پناہ واپس کردی۔ اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد ایک مشرک نے اُن کی آنکھ پر ایک ایسا مُکّہ مارا کہ ڈیلہ باہر نکل آیا۔ اس پر ولید نے کہا کہ میری پناہ میں رہتے تو یہ واقعہ نہ ہوتا۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ تم ایک آنکھ کی بات کرتے ہو میری تو دوسری آنکھ بھی خدا کی راہ میں قربان ہونے کے لئے بے قرار ہے۔

ابتدائے اسلام میں صحابہ کو جن تکالیف اور مصائب میں سے گزرنا پڑا اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور دوسرے صحابہ کے ساتھ حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ جب ہم مشرک تھے تو معزز تھے اور کوئی شخص ہماری طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا مگر مسلمان ہو کر کمزور اور ناتواں ہوگئے ہیں اور ہم کو ذلیل ہو کر کفار کے مظالم سہنے پڑ رہے ہیں۔ ہمیں اجازت دیں کہ ہم ان کفار کا مقابلہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے درگذر کا حکم ہے۔ چنانچہ آپ

مصائب پر صبر کرتے رہے اور اپنی عزّت کی قربانی دیتے رہے یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ نے ہجرت حبشہ کی اجازت دے دی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے صرف جان کی قربانی ہی نہیں دی بلکہ اگر اموال بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں لُٹانے پڑے تو دریغ نہیں کیا۔ ایک جنگ کے موقعہ پر جب چندہ اکٹھا کرنے کی تحریک کی گئی تو حضرت عمرؓ نے گھر کا نصف مال اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گھر کا سارا سازوسامان حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مسلمانوں کو مکہ میں پانی کی بہت تکلیف تھی۔ حضرت عثمانؓ نے کنواں ہی خرید کر اسلام کی راہ میں وقف کر دیا۔ ایک موقعہ پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تبلیغ کے میدان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت خدیجہؓ کے اموال نے میری بہت مدد کی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خدا کی راہ میں بے دریغ پیسہ خرچ کیا۔ آپ نے اپنی وفات پر وصیت فرمائی کہ آپ کی وفات کے بعد بھی پچاس ہزار درہم غرباو مساکین میں تقسیم کئے جائیں چنانچہ آپ کے ورثاء نے بے شمار گھوڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیئے۔ الغرض ایسے قربانی کے واقعات تو بے شمار ہیں مگر طوالت کے باعث مختصراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایسی خوش قسمت قوم تھی جنھوں نے اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا۔ اُنہوں نے جو بھی کھویا اُس سے ہزاروں گنا بڑھ کر پایا۔ کیوں کہ خدا اپنے سچے عاشقوں اور ایمانداروں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق آپ کے صحابہ روشن ستاروں کی مانند ہیں جو رہتی دنیا تک ہمارے لئے ہدایت اور راہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔

آنحضور ﷺ کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحابؓ کی قربانیاں

خدائی وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی جان نثاروں کی ایسی جماعت ملی جنھوں نے عشق و فدائیت اخلاص و وفا اور قربانیوں کے ایسے نمونے دکھائے کہ قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کر دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”بعضوں نے جان دے دی بعض وطن سے نکالے گئے بعض مالی تباہی سے دوچار ہوئے بعض دُکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ اُن کے دل محبت سے پُر ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دست بردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ تیار ہیں۔“

انہی عاشقانِ باصفا وجودوں میں سے ایک عاشق صادق حضرت حکیم نورالدینؓ تھے جو سارے کاروبار چھوڑ کر بھیرہ میں اپنے مکان کی ادھوری بنیادیں چھوڑ کر قادیان میں درِ حبیب پہ دھونی مار کر بیٹھ گئے۔ آپ کا سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ تھا آپ فرماتے ہیں:

”میں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلاتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے رب میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا ہوں اور جب دعا کا ہاتھ پے در پے اُٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو شرف قبولیت بخشا اور رب العلمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا اُس کا نام اُس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے... وہ ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکتِ نفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔“ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 581)

حضرت مولوی صاحبؓ اپنے ایک مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق اور اخلاص و عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”میں آپ کی راہ میں قربان ہوں جو کچھ میرا ہے میرا نہیں آپ کا ہے.... دعا فرمائیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو“ دینی اغراض کے لئے اپنا سارا مال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں قربان کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے محاسن کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔ ”اُن کے مال سے جس قدر مدد مجھے پہنچی ہے میں کوئی نظیر ایسی نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر میں بیان کرسکوں۔... مجھ کو کسی شخص کے مال نے اس قدر نفع نہیں پہنچایا جس قدر کہ اِس کے مال نے جو کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیا اور کئی سال سے دے رہا ہے۔“ الغرض آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری میں ایثار و وفا اور اخلاص کا وہ نمونہ دکھایا کہ آپؓ نے فرمایا ”دل میں از بس آرزو

ہے کہ اور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں مولوی صاحب پہلے راست بازوں کا ایک نمونہ ہیں۔ جزاء کم اللہ خیر الجزاً اور فرمایا:

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

ایک موقعہ پر آپؑ نے فرمایا'' کہ اگر ہم مولوی صاحب کو آگ میں کودنے یا پانی میں چھلانگ لگانے کے لئے کہیں تو وہ انکار نہ کریں گے۔'' سبحان اللہ یہ اظہار محبت یک طرفہ نہیں تھا بلکہ آپؑ نے بھی ایک موقعہ پر اپنے جذبات کا اِن الفاظ میں اظہار فرمایا'' مجھے وہ ملا ہے جو تیرہ سو برس آرزو کرنے والوں کو نہیں ملا پھر میں ایسی بے بہا دولت کو چھوڑ کر چند روزہ دنیا کے لئے مارا مارا پھروں میں سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی مجھے ایک لاکھ یا ایک کروڑ روپیہ بھی یومیہ دے اور قادیان سے باہر رکھنا چاہے میں نہیں رہ سکتا اب میں اپنی تمام ضرورتوں کو صرف ایک وجود پر قربان کرتا ہوں''۔

احمدیت کی تاریخ جہاں ہر قسم کی قربانیوں سے بھر پور ہے وہاں پر اپنی جان کی قربانی دینے والوں کی بھی کمی نہیں اور اس سلسلہ کے سب سے پہلے شہید حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم ومغفور تھے۔ آپ صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے سفیر کے طور پر قادیان آئے تھے۔ واپس جا کر تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ کابل کے مولویوں کو جب پتہ چلا کہ آپ جہاد کے مسئلہ پر اُن کے مخالف ہیں اور انگریز کا قتل جہاد میں شامل نہیں سمجھتے تو انہوں نے والئی کابل امیر عبدالرحمٰن کو شکایت کی۔ امیر اس بات پر سخت برافروختہ ہوا اور حضرت مولوی صاحب کی نظر بندی کا حکم دے دیا۔ جہاں قید کی حالت میں آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم گھونٹ کر نہایت بے دردی سے آپ کو شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس سے قبل الہام ہو چکا تھا شاتان تذبحان (دو بکریاں ذبح کی جائیں گی)

چنانچہ اس الہام کے مطابق حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ وہ پہلے وجود ہیں جن کو راہِ حق میں جانی قربانی کا شرف حاصل ہوا۔

راہِ وفا میں جانی قربانی کا نذرانہ پیش کرنے والے دوسرے وجود کا نام حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ ہے۔ جنہوں نے نہایت ثابت قدمی، اولوالعزمی، ہمت، اور پہاڑوں کی سی عظمت کے ساتھ احمدیت کی خاطر وہ قربانی پیش کی کہ آپ کا نام نامی قیامت تک دمکتا رہے گا۔ آپ امیر افغانستان کے دربار میں نہایت بلند علمی اور روحانی منصب ومرتبہ پر فائز تھے۔ امیر حبیب اللہ خان کی رسم تاجپوشی کے موقعہ پر اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر تاج رکھا۔ 1902ء میں حج کے ارادہ سے لاہور آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شوقِ ملاقات میں قادیان تشریف لائے۔ وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ بٹالہ سے پیدل ہی قادیان چل پڑے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور قُرب ومحبت کی منازل جو دوسرے برسوں میں طے کرتے ہیں آپ نے چند دنوں میں کرلیں۔ قادیان میں دو ماہ قیام کرنے کے بعد حج کو اگلے سال پر مؤخر کرتے ہوئے واپس کابل پہنچے اور افغانستان کو ظہور مہدی موعود کی خبر دی۔ کابل پہنچتے ہی گرفتار کر لئے گئے۔ آپ کو ایک من چوبیس سیر وزنی زنجیر مع ہتھکڑی کے پہنائی گئی اور پاؤں میں بھی بیڑیاں ڈال کر قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ چار ماہ کی قید کے دوران امیر کابل نے بار بار سمجھانے کی کوشش کی.....مگر آپ نے قید خانہ میں بھی تبلیغ حق جاری رکھی۔ علماء سے مناظرہ بھی کروایا گیا۔ بحث کے بعد آپ کو پابہ زنجیر قید خانہ میں بھیج دیا گیا اور آپ پر فتویٰ کفر لگا کر سنگساری کا اعلان کر دیا گیا۔ والئی کابل کی آخری پیشکش بھی ٹھکراتے ہوئے کہا کہ ''میں حق سے توبہ نہیں کر سکتا کیا میں جان کے خوف سے باطل کو مان لوں یہ مجھ سے نہ ہوگا'' (تذکرۃ الشہادتین)

ع جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا.....!

تب شہید مرحوم کے گلے میں سنگساری کا فتویٰ ڈال کر ناک میں چھید کر کے رسی ڈال دی گئی اور ٹھٹھے، گالیوں اور لعنت کی آوازوں کے ساتھ مقتل میں لے جائے گئے۔ والئی کابل کی آخری کوشش سے انکار پر شہزادہ مرحوم کو پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واقعہ شہادت کی تفصیلات پر مشتمل کتاب تذکرۃ الشہادتین تصنیف فرمائی اور اِن الفاظ میں آپ کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ ''اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے....اُس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص ہوگی.... یہ موت بہت سی زندگیوں کا موجب ہونے والی ہے اس لئے یہ ایسی موت ہے کہ ہزاروں زندگیاں اِس پر قربان ہیں'' (ملفوظات جلد 6) واقعہ شہادت کے بعد حضرت شہید کی جائیداد و املاک کو بحق سرکار ضبط کر لیا گیا اور اِن کے اہل وعیال کو ملک بدر کر دیا گیا۔

جوڑ کے تو کوہِ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے

رہِ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور عاشقِ صادق کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ "مجھے وہ نظارہ نہیں بھولتا اور نہ بھول سکتا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو ابھی چند ہی ماہ گزرے تھے کہ ایک دن باہر سے کسی نے آواز دی اور بلایا میں باہر نکلا تو منشی اروڑے خان صاحب کھڑے تھے وہ مجھے بڑے تپاک سے ملے۔ مصافحہ کے بعد اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور اپنی جیب سے دو یا تین پونڈ نکالے اور مجھے کہا کہ یہ اماں جانؓ کو دے دیں اور یہ کہتے ہوئے اُن پر رقت طاری ہوگئی اور وہ چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ اُن کے رونے کی حالت اس قسم کی تھی جیسے بکرے کو ذبح کیا جا رہا ہو۔ میرے استفسار پر بتانے لگے کہ ہر ماہ کچھ نہ کچھ رقم پس انداز کرتا رہا۔ اور ان پیسوں کو پونڈ سے تبدیل کرا لیتا۔ میرا منشا یہ تھا کہ میں پونڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں گا۔ مگر جب دل کی آرزو پوری ہوگئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔ اور پھر رونے لگے۔ کیا تاریخِ عالم قربانی کی ایسی مثال پیش کر سکتی ہے۔ منشی ظفر احمدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اوائل زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لدھیانہ میں کسی ضروری اشتہار چھپوانے کے لئے ساٹھ (60) روپے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضور اقدس نے کپورتھلہ کی جماعت کو اس رقم کا انتظام کرنے کی تحریک کی۔ میں نے کپورتھلہ جا کر جماعت کے کسی فرد سے ذکر کرنے کے بغیر بیوی کا زیور فروخت کر کے ساٹھ روپے حاصل کئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں لا کر پیش کر دیئے۔ حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور جماعت کپورتھلہ کے لئے دعا کی۔ جب حضرت منشی اروڑے خانؓ صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو اُنہوں نے میرے ساتھ سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور چھ ماہ تک محض اس وجہ سے ناراض رہے کہ اس قربانی میں باقی احباب جماعت اور انہیں کیوں شریک نہیں کیا گیا۔

صحابہؓ میں سے بعض ایسے وجود بھی تھے کہ جو بھی آمد ہوتی جب بھی کہیں سے پیسہ ملتا فوراً لے کر حضور کی خدمت میں پیش ہو جاتے۔ منارۃ المسیح کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی تو 101 رفقا نے فوراً سو سو روپیہ پیش کر دیا۔ بعد میں یہ تعداد 298 تک پہنچ گئی۔ حضرت اماں جانؓ نے ذاتی مکان فروخت کر کے ایک ہزار روپیہ اس مد میں چندہ دیا۔ حضرت میاں شادی خان لکڑی فروش، سیالکوٹ نے گھر کا سارا ساز و سامان حتیٰ کہ چارپائیاں بھی فروخت کر کے رقم حضورِ اقدس کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضور اقدس کے ایک رفیق بشیر الدین صاحب بھاگلپوریؓ نے سلسلہ کے اخراجات کے لئے اپنی ساری جائداد بیچنے کی پیشکش کی۔ حضور کے رفقا کا یہ حال تھا کہ اپنے ذاتی اخراجات میں سے رقم بچا کر اور بسا اوقات بھوکے رہ کر بھی سلسلہ کی ضروریات کے لئے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قربانی کیا کرتے۔ حضرت مرزا عبدالحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ موجد قاعدہ یسرنا القران جن کی آمد سینکڑوں روپے ماہوار تھی صرف 30 روپے ماہوار اپنے اخراجات کے لئے رکھتے اور باقی سب اشاعت دین متین کے لئے بھجوا دیتے۔ بے شمار مثالیں ہیں لیکن ساری بیان کرنے کے لئے دفتر درکار ہیں۔

رسولِ کریم ﷺ کے صحابہ ہوں یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے، چاند ستاروں اور سورج کی مانند درخشاں وجود تھے۔ اُنہوں نے ساری دنیا کو اپنے نور سے منور کر دیا اُنہوں نے صداقت کی خاطر اپنے رشتہ داروں کو اور اپنے اہل و عیال کی محبت تک کو خیر باد کہہ دیا۔ اُن میں سے بعض خدا کے راستہ میں برضا و رغبت ذبح کئے گئے اور انہوں نے سچائی کی خاطر دنیا کا ذرہ بھر بھی خوف نہیں کیا۔ بلکہ ہر امتحان اور ہر آزمائش کے وقت خدائے رحمٰن کے تعلق کو ترجیح دی اور اُنہوں نے تلواروں کی جھنکاروں میں شہادت کے جام تلاش کئے نیک متقی اور ایک دوسرے کے ہمدرد، خدا سے ڈرنے والے ایمان و اخلاص کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔ جان و مال عزت و آبرو کی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں بھی اُن کے نقوشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وہ کتب جن سے اس مضمون کی تیاری میں مدد لی گئی

1۔ تفسیر کبیر، 2۔ تفسیر صغیر، 3۔ اخبار الفضل، 4۔ رسالہ ماہنامہ انصار اللہ

5۔ مجموعہ تربیتی مضامین۔ مرتبہ: میاں غلام رسول اعوان

6۔ شہید کابل۔ از: عبدالرحمٰن مبشر مولوی فاضل

7۔ قندیلیں۔ انتخاب: صوفیہ اکرم چٹھہ

8۔ مرقات الیقین فی حیاۃِ نورالدین۔ از: اکبر شاہ خان نجیب آبادی

9۔ سیرتِ طیبہ۔ از: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ

10۔ رسول کریم ﷺ کے صحابہؓ کے صبر و استقامت کے نمونے۔ از: مولانا غلام باری سیف صاحب، 11۔ روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی

12۔ تذکرۃ الشہادتین۔ از: حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

محمد عبدالماجد صدیقی
پیس ویلیج (سینٹر)

اللہ تعالیٰ کے بندے کون ہیں؟

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں:

۱۔ میرے بندے وہ ہیں جو اپنی نمازوں میں انتہائی خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔ (23:03)

۲۔ میرے بندے وہ ہیں جو اپنی نمازوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں۔(23:10)

۳۔ میرے بندے وہ ہیں جو مجھے ہر حالت میں چاہے کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں یا اپنے پہلوؤں پر لیٹے ہوں، یاد کرتے رہتے ہیں۔ (3:192)

۴۔ میرے بندے وہ ہیں جو مجھ سے ہمیشہ ہی ڈرتے ہیں اور مرنے سے پہلے میرے کامل فرماں بردار ہو جاتے ہیں۔ (3:103)

۵۔ میرے بندے وہ ہیں جب ان کے سامنے میری آیات پڑھی جاتی ہیں تو انکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ (39:24) (22:36)

۶۔ میرے بندے وہ ہیں جو ہر لغو فعل سے پرہیز کرتے ہیں۔ (23:04)

۷۔ میرے بندے وہ ہیں جو اپنے سوراخوں کی حفاظت کرتے ہیں۔(23:06)

۸۔ میرے بندے وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (23:09)

۹۔ میرے بندے وہ ہیں جو ہمیشہ میری نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔(27:20)

۱۰۔ میرے بندے وہ ہیں جو وہ کہتے ہیں اسی پر عمل کرتے ہیں یعنی ان کے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہیں ہوتا۔ (61:03-04)

۱۱۔ میرے بندے وہ ہیں جو ہمیشہ نیکوں کی صحبت کو اختیار کرتے ہیں۔(9:120)

۱۲۔ میرے بندے وہ ہیں جو ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ (33:71)

۱۳۔ میرے بندے وہ ہیں جو زمین پر نہایت آہستگی سے چلتے ہیں۔ (25:64)

۱۴۔ میرے بندے وہ ہیں جب جاہل انہیں مخاطب (چھیڑتے) ہوں تو ان پر سلامتی بھیجتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ (25:64)

۱۵۔ میرے بندے وہ ہیں جو مجھ سے جہنم کے عذاب سے بچانے کی درخواست کرتے ہیں۔ (25:66)

۱۶۔ میرے بندے وہ ہیں جو مشکلات اور مصائب میں استقامت اور صبر دکھاتے ہیں۔ (02:154)

۱۷۔ میرے بندے وہ ہیں جو مساکین اور غربا کی ہمیشہ مدد کرتے ہیں۔ (02:178)

۱۸۔ میرے بندے وہ ہیں جو دعوت الی اللہ کرتے ہیں۔(03:105) (05:68)

۱۹۔ میرے بندے وہ ہیں جو خلوص کے ساتھ میری تلاش کرتے ہیں۔(29:70)

۲۰۔ میرے بندے وہ ہیں جو میری راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ (61:12) (09:42)

۲۱۔ میرے بندے وہ ہیں جو اپنی جانوں کے نذرانے اپنے ایمان کی خاطر جو وہ مجھ پر رکھتے ہیں پیش کر دیتے ہیں۔ (09:112)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں

☆ لالچ سے زیادہ ذہنی طور پر عقل کو برباد کرنے والی کوئی چیز نہیں۔
(حضرت عمر فاروقؓ)

☆ عقل مند وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے نہ کہ دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ (حضرت علیؓ)

☆ اعتراض کی آگ سے انصاف کا پودا مرجھا جاتا ہے (حضرت علیؓ)

☆ انتقام کی قدرت رکھتے ہوئے غصہ پی جانا افضل ترین ہے۔
(حضرت امام جعفرؒ)

☆ عقل مند وہ کام نہیں کرتے جس کے بعد پشیمانی اٹھانی جائے۔
(شیخ سعدیؒ)

☆ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ کر بھی لیتے تو پارسا بن جاتے۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ اگر تم کسی سے نیکی نہیں کر سکتے تو بُرائی بھی نہ کرو۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھ لینا جہالت ہے۔ (حضرت امام غزالیؒ)

یادِ رفتگاں

چوہدری رشید الدین
(احمدیہ ابوڈ آف پیس)

جماعتِ احمدیہ کینیڈا کے قدیم احمدی اور مخلص بزرگ
محترم خان محمد عیسیٰ جان صاحب کا ذکرِ خیر

محترم خان محمد عیسیٰ جان صاحب، طویل علالت کے بعد گزشتہ دنوں اس جہانِ فانی سے رحلت کر گئے (اناللہ وانا الیہ راجعون) تو یادوں کا ایک طویل سلسلہ، مدیر "نحن انصار اللہ" کی فرمائش پر مندرجہ ذیل مضمون کی شکل میں ڈھل گیا جو دراصل خان صاحب کی اعلیٰ سیرت و کردار کو اجاگر کرنے کی ایک چھوٹی سی کاوش ہے۔

دسمبر 1958ء میں خاکسار کا تبادلہ کراچی سے کوئٹہ ہوا۔ وہاں پہنچتے ہی ابتداً جن چند احباب سے تعارف ہوا محترم خان محمد عیسیٰ جان صاحب ان میں سے ایک نمایاں شخصیت تھے۔ انکے خلوص محبت اور بے لوث خدمت کی وجہ سے ہمارا باہمی تعلق دو بے تکلف دوستوں کا رنگ اختیار کر گیا اور انہوں نے اسے زندگی بھر قائم رکھا۔

مجھے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ ملازمت کے معین وقت کے علاوہ ان کا سارا وقت خدمتِ سلسلہ کیلئے وقف ہے اور خاکسار نے اُن سے خوب فائدہ اٹھایا۔ بطور مربی سلسلہ مجھے جو بھی کام ہوتا وہ اُس میں شامل ہو جاتے اور جہاں بھی جانا ہوتا وہ فوراً تیار ہو جاتے اور اس میں فرحت اور دلی بشاشت محسوس کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک مستعد اور بے لوث خادمِ سلسلہ تھے اور زندگی میں وہ جہاں کہیں بھی رہے ان کا یہ وصف نمایاں ہو کر سامنے آ گیا۔

عنفوانِ شباب کا زمانہ

مکرم خان صاحب کا تعلق صوبہ سرحد سے تھا۔ وہاں ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہو گئے۔ گورا چٹا رنگ، دراز قد، لمبے اور چمکیلے بال، سڈول جسم، ایک اچھے کھلاڑی اور اس کے ساتھ اخراجات کیلئے رقم کی فراوانی، وہ جلد ہی کالج کے ایک مقبول طالب علم اور لیڈر بن گئے۔ وہ ٹھاٹ باٹھ سے رہنے لگے اور اپنے لباس اور رکھ رکھاؤ کا خیال رکھتے۔ کالج کے زمانہ کی باتیں کرتے ہوئے مکرم خان صاحب نے ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ چونکہ میں اپنی وضع قطع اور خصوصاً بالوں کا خاص خیال رکھتا تھا اور انکی حفاظت کرتا تھا۔ دیگر طالب علم میری اس عادت یا کمزوری سے واقف تھے۔ ایک دفعہ چند طلبا نے ازراہِ شرارت مجھے کہا کہ ہمیں ایک ایسا نسخہ معلوم ہوا ہے جس سے بال مزید مضبوط اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک پڑیا دی اور کہا کہ رات کو اسے دہی میں ملا کر بالوں پر لگا لیں اور اوپر کپڑا باندھ دیں۔ صبح کو نہا لیں۔ کہتے ہیں کہ صبح جب میں نے بالوں پر پانی ڈالا تو بال گرنے لگے اور سر مکمل چٹیل میدان کی مانند صاف ہو گیا...! مجھے سخت صدمہ ہوا میں بالوں کی لٹیں ہاتھ میں لیکر روتا رہا۔ کئی دن تک حالت غیر رہی تاہم مہینہ دو میں بال پھر بہار دکھانے لگے۔ وقت آرام و عیش میں گزرتا رہا۔ ان حالات سے صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ محترم خان صاحب کا عنفوانِ شباب مذہب اور اخلاق سے دوری کا زمانہ تھا۔ لیکن معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کو مکرم خان صاحب کی کونسی ادا پسند تھی یا بزرگوں کی دعائیں انکے حق میں ایسی مؤثر تھیں کہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ہاتھ نے انہیں فقط دنیاوی رنگینیوں سے نکال کر راہِ مستقیم پر گامزن کر دیا۔

قبولِ احمدیت

حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ مکرم خان صاحب تعلیم ادھوری چھوڑ کر اپنی گزر بسر کیلئے سروس کرنے پر مجبور ہو گئے۔ لاہور کی رونق اور گل و گلزار چھوڑ کر انہیں بہاولپور کے ریگستان میں پناہ لینی پڑی۔ وہاں انہیں اللہ تعالیٰ کے ایسے نیک بندوں سے واسطہ پڑا جنہوں نے انہیں عارضی اور بے حقیقت خوشیوں کی بجائے مستقل اور اصل مسرتوں کے حصول کی راہ دکھائی۔ جسکے نتیجہ میں مکرم خان صاحب کو جلد ہی احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہو گئی۔ ابتداً جماعت لاہور (غیر مبائعین) سے تعلق قائم ہوا۔ پھر جلد ہی خلافت سے وابسطہ ہو گئے اور بقول انکے اس طرح انہیں ذہنی سکون اور دل کا قرار حاصل ہو گیا۔ اور یوں لگا کہ دنیا جہان کی نعمتوں سے وہ مالا مال ہو گئے ہیں۔ انہوں نے خود ایک دفعہ تحریر فرمایا:

"احمدیت سے مجھے وہ کچھ ملا جو دنیا کی تمام بادشاہتیں مل کر بھی نہیں دے سکتیں۔ میں بہت ہی نالائق تھا۔ دینی اور دنیوی علوم سے بالکل کورا تھا۔ مسلمان صرف نام کا تھا۔ اعمال پر شیطانیت کا گہرا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ غرض میری علمی و عملی حالت بہت ابتر تھی۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ احمدیت نے مجھے صیقل کیا۔ حیوان سے انسان بنایا۔ علوم دینیہ سے میرے کُند ذہن کو اجاگر کیا اور مذہبی دلائل و براہین کی دولت سے اس قدر متمول بنایا کہ اب بڑے سے بڑا معاندِ اسلام یا مخالفِ احمدیت کیوں نہ ہو اس کا دلائل سے مقابلہ کرنے کیلئے کبھی دل میں تردّد پیدا نہیں ہوتا۔“

(ماہنامہ الفرقان ماہ اپریل 1973ء)

محترم خان صاحب بہاولپور کی ایک فرم میں ملازم تھے جب انہیں احمدیت کو سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق ملی تو آپ کے ظاہر و باہر احمدی ہونے اور تبلیغی جوش کی وجہ سے آپ کی مخالفت شروع ہوگئی۔ جو رفتہ رفتہ اتنی شدت اختیار کرگئی کہ آپکو اس ملازمت سے فارغ کردیا گیا۔ یہ 1942ء کی بات ہے اُس وقت دوسری جنگ عظیم جاری تھی۔ لوگ دھڑا دھڑ فوج میں بھرتی ہو رہے تھے۔ آپ نے بھی فوراً فوج کی ملازمت اختیار کرلی۔ یہاں بھی آپ نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ فوجی کیمپوں میں جاکر عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں اور غیر احمدیوں کو جوش و خروش سے تبلیغ کرتے۔ اس سلسلہ میں ایک افسر سے بھی مڈھ بھیڑ ہوگئی۔ چنانچہ آپ کا تبادلہ رنگون (برما) کردیا گیا۔ وہاں ان دنوں حالات سخت مخدوش تھے۔ جاپانی فوج برما پر حملہ آور ہو چکی تھی۔ دن رات کی بمباری سے اُس نے رنگون کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ جاپانیوں نے بہت سے انگریز و دیسی فوجیوں کو قید کرلیا تھا۔ ان حالات میں وہاں جانا اپنے آپ کو سخت خطرے میں ڈالنا تھا۔ لیکن فوج میں تو آرڈر کی تعمیل ہر حال میں لازم ہوتی ہے۔ آپ اس سفر پر روانہ ہوگئے۔ خدا تعالیٰ نے اس موقع پر بھی آپ کی خاص نصرت فرمائی۔ ہوا یہ کہ جب آپ کلکتہ پہنچے تو وہاں فوجی دفتر میں ایک آدمی کی ضرورت تھی۔ انہوں نے آپ کو اس کام کیلئے ایک مہینہ تک روک لیا۔ یہ کام ختم ہونے کے بعد جب آپ کو ہوائی جہاز پر رنگون بھجوایا گیا تو جاپانیوں کو شکست ہو چکی تھی اور وہ شہر خالی کر چکے تھے۔ آپ کو وہاں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ چھ ماہ آپ کو وہاں رہنا پڑا۔ یہ وقت بھی آپ نے لوگوں کی خدمت اور تبلیغ میں گزارا۔ عام لوگوں کے علاوہ آپ نے انگریز افسروں کو بھی تبلیغ کی اور اسلام کے متعلق ان کی بہت سی غلط فہمیاں دور کیں۔ جنگ عظیم دوم کے خاتمہ پر 1945ء میں آپ کوئٹہ آگئے۔ یہاں آپ زیادہ وقت آرڈیننس ڈپو میں کام کرتے رہے۔

مکرم خان صاحب، امام جماعت حضرت خلیفۃ المسیح کی ہر تحریک پر لبیک کہتے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کرتے۔ حتیٰ کہ خطرناک حالات میں بھی آگے بڑھنے سے انہیں گریز نہ ہوتا۔ تقسیم ملک کے وقت مشرقی پنجاب کے حالات خصوصاً بہت مخدوش تھے۔ فساد زوروں پر تھا۔ ہندوؤں اور سکھوں نے قتل و غارت اور وحشت و بربریت کا بازار گرم کر رکھا تھا اور نہتے مسلمانوں کو تہ تیغ کر رہے تھے۔ ان حالات میں جماعت کا مرکز قادیان بھی محفوظ نہ تھا اسے خالی کرانے کیلئے دن رات حملے ہو رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان خطرناک حالات میں قادیان سے لاہور تشریف لے آئے اور آتے ہی قادیان کے احمدیوں کو بحفاظت پاکستان لانے کا کام شروع فرما دیا۔ اس غرض کیلئے آپ جلد جلد بسوں اور ٹرکوں کے قافلے قادیان بھجواتے۔ اسوقت حضورؓ نے یہ تحریک بھی فرمائی کہ احمدی خدام پاکستانی علاقہ سے جماعت کے زیر انتظام قادیان جائیں اور اپنے مرکز کی حفاظت کریں۔ محترم خان صاحب نے حضورؓ کی اس تحریک پر فوراً لبیک کہا اور کوئٹہ کے کچھ دوسرے خدام کے ہمراہ لاہور آکر حضورؓ کی خدمت میں پیش ہوگئے۔ اس وقت حضورؓ کے ارشاد کے مطابق بتیس (32) لاریوں پر مشتمل قافلہ احمدیوں کو لانے کیلئے قادیان جا رہا تھا۔ ان کے ساتھ پچاس خدام بھی حفاظتِ مرکز کیلئے روانہ ہو رہے تھے۔ مکرم خان صاحب بھی ان میں شامل ہوگئے۔

۲/اکتوبر 1947ء کو فجر کی نماز کے بعد حضورؓ نے اہل قافلہ کو چند ہدایات دیں نیز فرمایا کہ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس قافلہ کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آنے والا ہے۔ صبر و استقلال سے کام لیں اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اس کے بعد حضورؓ نے پُرسوز دعا کروائی اور پھر قافلہ قادیان کی طرف روانہ ہوگیا۔ عصر کے قریب یہ قافلہ بٹالہ پہنچا۔ شہر سے نکل کر یہ لوگ ابھی ایک میل ہی گئے تھے کہ ہندوستانی فوج نے انہیں روک لیا کہ رستہ خراب ہے کل صبح جانا۔ رات وہیں مشکل میں گزاری دن نکلا تو فوجی افسروں نے کہا کہ آپ قادیان ہرگز نہیں جاسکتے اگر جان کی خیر چاہتے ہو تو واپس لاہور چلے جاؤ۔ قافلہ والوں نے خالی لاریاں واپس لے جانے کی بجائے فوج کی اجازت سے مسلمان مہاجرین کو کیمپ سے بسوں میں سوار کرلیا۔ بمشکل بٹالہ شہر سے نکلے تھے کہ سڑک بند پائی اور جلد ہی ہندوؤں اور سکھوں نے فوج کی مدد سے قافلہ پر فائرنگ شروع کردی۔ بہت سے مسلمان مارے گئے۔ محترم خان صاحب بس نمبر 2 میں سوار تھے یہ بھی گولیوں کی زد میں تھے تڑا تڑ گولیاں برس رہی تھیں۔ ایک گولی مکرم خان صاحب کی دائیں ران میں آ لگی اور خون بہنے لگا۔ آپ گھبرائے نہیں۔ بس دعا میں لگے رہے کہ اے خدایا! اگر

یہ حالت قادیان پہنچ کر ہوتی اور حفاظت مرکز کرتے ہوئے جان جاتی تو کوئی غم نہ ہوتا۔لیکن اس طرح مقصد حاصل ہوئے بغیر موت تو کچھ اچھی نہیں لگتی۔اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ عین اس وقت پاکستان کے کچھ فوجی جوان وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے ان درندوں سے قافلہ والوں کی جان چھڑائی ورنہ ان کا ارادہ تو پورے قافلہ کو تہ تیغ کر دینے کا تھا۔مکرم خان صاحب کے شدید زخمی ہونے کی اطلاع لاہور پہنچ گئی۔چنانچہ جب قافلہ واہگہ بارڈر پر پہنچا تو میو ہسپتال کی ایک ایمبولنس خان صاحب کو لینے کیلئے موجود تھی۔ہسپتال میں ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد اگلے روز آپریشن کا فیصلہ کیا کیونکہ گولیوں کے کچھ حصے ٹانگ میں موجود تھے اور زخم بھی خراب ہو چکا تھا۔مکرم خان صاحب کہتے تھے کہ مجھے زیادہ خوف اس بات کا تھا کہ ٹانگ سے محروم نہ ہو جاؤں۔حضورؒ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور آپ اس سانحہ سے بچ گئے۔اگلے دن جب ڈاکٹروں نے آپریشن کیا تو دیکھا کہ زخم تو بڑا اور تکلیف دہ تھا تاہم ران کی ہڈی بچ گئی تھی اسلئے ٹانگ کاٹنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

کچھ دیر علاج کے بعد محترم خان صاحب ٹھیک ہو گئے اور کوئٹہ واپس پہنچ گئے۔وہاں آپ حسبِ سابق تبلیغ اور خدمتِ دین میں مصروف ہو گئے اور اپنی ڈیوٹی پر بھی جانا شروع کر دیا۔

مکرم خان صاحب اس حادثہ کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرتے تھے کہ اُس کے خاص فضل نے انہیں گمنامی کی اس موت سے بچایا اور اس کے بعد بے شمار خدمت سلسلہ کے مواقع عطا فرمائے۔کینیڈا ہجرت کے بعد بھی اپنی خدمتِ دین والی قابلِ ستائش روایت کو جب تک صحت نے اجازت دی، تابندہ رکھا۔بالخصوص عیسائیت اور بائیبل کے متعلق گہرا علم رکھتے ہوئے عیسائی پادریوں کے اسلام پر اعتراضات کے مدلّل جوابات تحریر کیا کرتے تھے۔خالدِ احمدیت، استاذی المکرّم مولانا ابوالعطاء صاحب کے علمی رسالہ ماہنامہ الفرقان میں بھی آپکی تحریرات نظر سے گزرا کرتی تھیں۔ان میں سے کچھ تحریرات کو اکٹھا کر کے آپ نے ایک مختصر کتابچے کی شکل میں شائع بھی کر دیا تھا۔آپ کی اولاد بھی ماشاءاللہ بہت سعادت مند، خلافت کی فدائی اور سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ہے۔کیا ہی اچھا ہو کہ آپ کی اولاد، محترم خان صاحب کے حالاتِ زندگی اور آپ کے بلند پایا علمی و تحقیقی مضامین (جو مختلف جماعتی جرائد میں بکھرے پڑے ہیں) کو یکجا کر کے کتابی شکل میں شائع کرنے کی سعادت بھی حاصل کر لے۔

محترم خان صاحب نے کینیڈا ہجرت کے بعد بھی خاکسار کیساتھ کوئٹہ والے پرانے تعلقات اور التفات کا سلسلہ ہمیشہ استوار رکھا۔جب کبھی پاکستان آتے تو خاکسار سے ملنے اور پرانی یادیں تازہ کرنے کی خاطر میرے غریب خانہ (ربوہ) بھی ضرور تشریف لاتے۔

خان صاحب اب اس دنیا میں نہیں رہے۔مگر ان کا متبسم چہرہ، حُسنِ سیرت بالخصوص واقفینِ زندگی کیساتھ ان کا والہانہ انس و برتاؤ، مکرم ڈاکٹر ریاض اکبر صاحب کے اِن اشعار کی صورت ہمیشہ ان کی یادوں کے دیئے جلائے رکھے گا کہ ؎

تم شہر میں ساروں سے پوچھو تم رات میں تاروں سے پوچھو
کہ گیت تمہارے ہونٹوں کے وہ آج بھی ہم دُہراتے ہیں
تم پریم ڈگر کے راہی تھے ہم بھی تو ایک مسافر ہیں
”تم ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ، ہم پیچھے پیچھے آتے ہیں“

جدید ایجادات، ایک نعمت ایک امتحان

﴿ڈاکٹر ظفر وقار کاہلوں، ٹورانٹو، کینیڈا﴾

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کیلئے اذنِ الٰہی سے جس دور میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی اُس وقت اور آج کے حالات کا موازنہ کیا جائے تو انسان حیران رہ جاتا ہے۔ تقریباً ایک سوستر ہ سال کے عرصہ میں علم و آگہی کے ارتقائی سفر میں سائنسی ترقیات اور ایجادات نے ہر شعبۂ زندگی میں جو حیران کن انقلاب برپا کئے ہیں اُن کی مثال پچھلے کئی ہزار سال میں بھی نہیں ملتی۔ آج طب و جراحت، نقل و حمل، ذرائع مواصلات، غرض ہر میدان میں حیران کن تبدیلیوں کے سلسلے جاری ہیں۔ جن کیوجہ سے ایک طرف مختلف قوموں اور مُلکوں کے درمیان فاصلوں کے سمٹنے سے دُنیا ایک عالمی گاؤں global village میں تبدیل ہو گئی ہے اور دوسری طرف مختلف مقاصد کے تحت اپنے مُلک چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں عارضی یا مستقل طور پہ جا بسنے اور مختلف قوموں، نسلوں اور اہلِ مذاہب میں شادیوں کے رجحانات بڑھتے جا رہے ہیں۔ یہ صورتِ حال اس زمانہ کے بارہ میں قرآنی پیشگوئی "اور جب نفوس جمع کئے جائیں گے" (۸۱:۸) کے پورا ہونے کی سچائی پہ مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔ آج چند لمحوں میں دُنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک رابطہ کیا جا سکتا ہے، مہینوں اور سالوں کے سفر چند گھنٹوں میں طے ہو جاتے ہیں۔ تمام دُنیا کی لحظہ لحظہ کی خبریں میسر ہوتی ہیں اور آج کا انسان ایسی آسائشوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے جن کا پہلے زمانے کے انسان نے خواب بھی نہیں دیکھا ہو گا۔ جہاں موجودہ دور میں جدید سہولیات نے بنی نوع انسان کو ان گنت فوائد سے مستفیض کرتے ہوئے ظاہری فاصلوں کو سمیٹ دیا ہے وہاں اس دور میں خود غرضی، مال و متاع کی ہوس اور مادّیت پرستی نے انسانوں کی ایک بڑی اکثریت کو باہمی دُکھ سُکھ بانٹنے کی بجائے ایک دوسرے کی قربت کاٹتے ہوئے دلوں میں دُوری پیدا کر دی ہے۔ اور مختلف قسم کے جدید خود کار ہتھیاروں اور آتشیں اسلحہ کے زور پہ مادیت پرستی کے جنون اور مال و دولت کی ہوس میں مبتلا آج کا نام نہاد ترقی یافتہ انسان اپنی سفا کی کے ریکارڈ قائم کر رہا ہے۔ پاکستانی مزاح نگار فاروق قیصر نے کیا سچ کہا ہے ؎

انسان کی ترقی انساں کو ڈس رہی ہے ☆ ہے زندگی رنجیدہ اور موت ہنس رہی ہے

اِن جدید ایجادات کے توسط سے معلومات کا ایک سیلاب اُمڈ آیا ہے۔ جہاں اچھی بُری معلومات ہر کس و ناکس کی دسترس میں ہیں۔ جن سے بڑوں کیلئے عموماً اور بچوں کیلئے خصوصاً اردگرد کا ماحول دن بدن مزید پراگندہ اور خطرناک تر ہوتا جا رہا ہے۔ خصوصاً اُن معاشروں میں جہاں مادّی لذّات، لہو و لعب اور جنسی شہوات کی تسکین کو مقصدِ حیات بنا لیا گیا ہے۔ شرم و حیا دن بدن مفقود ہو رہے ہیں۔ برائی کو بُرا گردانے اور بیخ کنی کی کوشش کی بجائے برائی کا شعور بتدریج ختم کیا جا رہا ہے۔ اور دجّالی و شیطانی طاقتوں نے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پہ تسلط کے بل بوتے پہ پوری دُنیا میں بدی کی نمائش و تشہیر کے جال پھیلا رکھے ہیں۔ اور جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ منوانے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ بعض دانشور بجا طور پہ سوال کرتے نظر آتے ہیں کہ کیا آج کے انسان نے ترقی معکوس کا معرکہ سر کیا ہے؟ لیکن دوسری طرف جب ہم جدید ایجادات اور ترقیات کے جماعتِ احمدیہ پہ اثرات کا جائزہ لینا شروع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ اخلاقی اور روحانی بیماریوں کا تریاق بھی ان جدید ایجادات کے مفید استعمال میں مضمر ہے۔ اور ان کے ضرر رساں استعمال اور بد اثرات سے بچنا آج کا سب سے بڑا چیلنج ہے جس سے عہدہ براہ ہونے کی صلاحیت صرف جماعتِ احمدیہ کو عطا کی گئی ہے۔ اور ظلمتوں میں گھری انسانیت کیلئے اگر کہیں کوئی روشنی اور اُمید کی کرن نظر آتی ہے تو وہ یہی الٰہی جماعت ہے۔ جس کی تخم ریزی اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ اور قیامت تک کے زمانوں کے تمام مسائل سے عہدہ براہ ہونے اور انسانیت کیلئے نجات کی راہیں نکالنے کیلئے کی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے تعلق میں جملہ جدید ایجادات جماعتی ترقیات کو وسعت اور سرعت دینے میں کلیدی کردار ادا کر رہی ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند ایک کا جماعتِ احمدیہ پہ ان کے اثرات کا مختصر جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

ٹیلی گرام، ٹیلی فون، فیکس وغیرہ: پرانے وقتوں میں کہیں اطلاع پہنچانا ہوتی تھی تو آدمی روانہ کئے جاتے تھے جو گھوڑے اونٹ وغیرہ پہ یا پیدل سفر کر کے پہنچتے اور اس عمل میں کئی دن گذر جاتے تھے۔ مختلف مقامات کے لوگوں کے حالات سے آگاہی اور باہمی رابطہ انتہائی مشکل تھا۔ مگر اب جدید ذرائع مواصلات جو ڈاک ٹیلگرام، ٹیلی فون، فیکس، موبائل فون اور کمپیوٹر کے توسط سے ای میل اور چیٹنگ chatting کی صورت میں بتدریج اس قدر تیز رفتار ہو چکے ہیں کہ ہزاروں میل دور رابطہ کر کے نہ صرف بات کی جا سکتی ہے بلکہ ایک دوسرے کو دیکھا بھی

جاسکتا ہے۔ان برق رفتار ایجادات کے توسط سے مبلغینِ احمدیت اسلام کا حسین پُر امن پیغام دُنیا کی دُور افتادہ آبادیوں تک پہنچا رہے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ سعید روحیں دامنِ احمدیت سے وابستگی اختیار کرتی جارہی ہیں۔الحمد لله علیٰ ذالك۔

ریڈیو، ٹی وی: آواز ریکارڈ کرنے والا آلہ فونوگراف 1877 میں ایجاد ہوا اور جب کچھ سالوں بعد عام لوگوں کے استعمال کیلئے میسر آنے لگا تو سیدنا مسیح پاکؑ نے اس پہ انتہائی خوشنودی کا اظہار کیا اور اپنی آواز ان الفاظ میں ریکارڈ کرائی ؎

آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے ☆ ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے
(درثمین اُردو)

دوسری طرف اگر اُس زمانہ کے مخالفِ احمدیت مسلم علماً پہ نظر دوڑائیں تو وہ لاؤڈ سپیکر کے استعمال پہ بھی کفر کے فتوے صادر کرتے نظر آتے ہیں۔ پھر 1900 میں ریڈیو اور 1923 میں ٹی وی ایجاد ہوا تو ان کا استقبال بھی ان علماً کیطرف سے کفر کے فتوؤں سے کیا گیا۔ مگر بعد میں اپنے فتوؤں سے انحراف کرتے ہوئے لاؤڈ سپیکر، ریڈیو، ٹی وی اور آڈیو ویڈیو آلات کا بے دردانہ استعمال نہ صرف شروع کر دیا بلکہ ان کے ذریعہ سے فتنہ وفساد کا ایک بازار گرم کر دیا جس میں وقت کے ساتھ شدت آتی جارہی ہے۔ جبکہ دیگر عوام الناس اِن ایجادات کو مثبت اُمور سے زیادہ موسیقی سے لطف اندوز ہونے، دیگر لغویات اور تفریح وغیرہ کیلئے استعمال کر رہے ہیں اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ریڈیو، ٹی وی اور ایسی دیگر آڈیو ویڈیو ایجادات کئی لوگوں کیلئے وقت برباد کرنے، بیہودہ اخلاق سوز پروگرام دیکھنے کا ایک ذریعہ بن کر رہ گئی ہیں۔ جبکہ بچوں کیلئے کارٹون، ریسلنگ اور دیگر مخرب اخلاق پروگرام اُن کی پڑھائی اور اخلاقی تربیت کیلئے زہرِ قاتل ثابت ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف جماعتِ احمدیہ کے افراد انتہائی خوش نصیب ہیں کہ ان ایجادات کے مثبت پہلوؤں سے مستفیض ہونے کے سامان اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اُن کیلئے پیدا کر دیئے ہیں۔ مولا کریم وقادر نے محض اپنے فضل وکرم سے افرادِ جماعت کی دینی اور دُنیوی بھلائی کیلئے ایم ٹی اے یعنی مسلم ٹی وی احمدیہ کی شکل میں ایک مطہر و مصفیٰ چشمۂ شیریں 1994 میں جاری کر دیا۔ ایم ٹی اے کے توسط سے یہ ٹی وی افرادِ جماعت کیلئے ہر نوع کی دینی و دُنیوی مفید معلومات اور اپنے محبوب امامِ جماعت سے ایک برق رفتار زندہ رابطہ اور تعلق قائم رکھنے کا انمول ذریعہ ہے جن کے خطباتِ جمعہ اور دیگر پروگرام بچوں بڑوں، بزرگوں عورتوں غرض جماعت کے سب طبقوں کو براہِ راست فیض پہنچا رہے ہیں۔ بچوں کیلئے خاص طور پہ ایم ٹی اے علم و آگہی اور اخلاقی تربیت کا ایک انمول خزانہ ثابت ہو رہا ہے۔ اس کے ذریعہ سے مختلف عالمگیر زبانیں سکھانے کے پروگرام، مزیدار صحت بخش کھانوں کی تراکیب، اعلیٰ علمی و ادبی ذوق کے حامل مشاعرے، مباحثے، علمی مقابلے، ہومیو پیتھک، ایلو پیتھک طبی معلومات کے پروگرام، مختلف ممالک کی سیر، مذاہب عالم، اسلام پہ اعتراضات کے کافی وشافی جوابات، آنحضور ﷺ کی مقدس سیرت اور احادیثِ مبارکہ، آپ کی ازواجِ مطہرات اور صحابہ اکرام کی سیرت وسوانح اور پھر اس زمانہ میں آنحضور ﷺ کے روحانی فرزند مسیح موعود علیہ السلام کے زندگی بخش فرمودات (ملفوظات) اور تحریرات جو نظم اور نثر کی شکل میں ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روحانی مائدہ کی شکل میں نازل ہو رہی ہیں۔ ایم ٹی اے کے اس روحانی مائدہ کے علاوہ مختلف ملکوں میں ریڈیو کے ذریعہ اسلام کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کا موثر دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ پُر حکمت انداز میں اسلام کی حسین پُر امن تعلیم بھی دُنیا تک پہنچائی جارہی ہے۔ (ٹورنٹو، کینیڈا سے بھی ہر اتوار کی رات 10 سے 12 بجے تک am 530 ریڈیو چینل پر ''ریڈیو احمدیہ'' کے نام سے live پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ جس میں بیشمار غیر از جماعت لوگ فون کر کے سوالات پوچھتے ہیں اور مختلف علماء ان سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ ریڈیو احمدیہ کا فون نمبر ہے: 416-410-6522) اور آڈیو، ویڈیو کیسٹس کے ذریعہ بھی بھر پور انداز میں جماعت کا پیغام دوسروں تک پہنچایا جارہا ہے جن میں خلفائے احمدیت اور جماعت کے علما کی مدلّل و پُر معارف تقاریر اور مجالس سوال و جواب کے انمول خزانے موجود ہوتے ہیں۔ الحمد للہ کہ ایم ٹی اے اور ان دیگر ذرائع کی برکت سے نیک فطرت روحیں جوق در جوق اسلام قبول کر رہی ہیں۔

انٹرنیٹ: کمپیوٹر دورِ حاضر کی ایک حیرت انگیز ایجاد ہے جو اب روزمرہ کی دفتری اور گھریلو لازمی ضرورت کا روپ دھار چکی ہے۔ کمپیوٹر کی ایجاد کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ مین فریم کمپیوٹر 1960 کی دھائی میں امریکہ کی آئی بی ایم کمپنی نے ایجاد کیا۔ پھر 1973 میں اِن کمپیوٹر مشینوں میں موجود معلومات کے باہمی تبادلے اور رابطے کیلئے انٹرنیٹ کی ایجاد منصۂ شہود پہ آئی اور 1976 میں چھوٹے سائز کا کمپیوٹر جس کو ڈیسک ٹاپ، عرفِ عام میں پرسنل کمپیوٹر یا پی سی کا نام دیا گیا عام گھریلو استعمال کیلئے امریکہ کے سٹیو وزنیک (Steve Wozniak) کی کاوشوں سے منظرِ عام پہ آیا۔ ورلڈ وائیڈ ویب (www) کی 1989 میں ایجاد سے انٹرنیٹ کے ذریعہ سے کمپیوٹر دُنیا کے کونے کونے میں تبادلۂ معلومات کے تیز ترین اور سستے

ترین ذریعہ کی صورت میں متعارف ہونا شروع ہوا۔ ویب سائیٹس پہ معلومات کے ذخیرے موجود ہوتے ہیں اور انٹرنیٹ کی مدد سے ہر وقت ان تک رسائی ممکن ہوتی ہے جبکہ افراد کے درمیان برق رفتار باہمی رابطہ اور تبادلۂ خیال کی سہولت بھی میسر ہوتی ہے۔ انٹرنیٹ کے فوائد کی لسٹ بہت لمبی ہے لیکن اگر غلط استعمال ہو تو نتائج ناقابلِ بیان اور انتہائی بھیانک بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ انٹرنیٹ پہ فحش اور غلیظ گندے شیطانی مواد کی بھی بھرمار ہوتی ہے جو قرآنی پیشگوئی "اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی" (81:13) کے مطابق دوزخ کا نمونہ ہے۔ یوں اِسے ایک بڑے سمندر سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جس میں قیمتی ہیرے جواہرات وغیرہ کے ساتھ ساتھ خطرناک سانپ اور خونخوار مچھلیاں وغیرہ بھی موجود ہوتی ہیں۔

جماعتِ احمدیہ انٹرنیٹ کی وساطت سے تمام ممکنہ مثبت مفید تربیتی اور تبلیغی کام سرانجام دے رہی ہے۔ جماعت کی ویب سائیٹ www.alislam.org پہ قُرآنِ کریم، آنحضورﷺ کی پاکیزہ سیرت و سوانح اور احادیث مبارکہ، تاریخ اسلام اور بانی جماعتِ احمدیہ مسیح پاکؑ کا نثر و نظم پہ مشتمل کلام انٹرنیٹ کے توسط سے ہر ایک کی دسترس میں ہمہ وقت موجود لائبریری میں موجود ہے۔ پھر حالاتِ حاضرہ اور مفید معلومات پہ مشتمل کتب کے اور مختلف جماعتی اخبارات و جرائد کے علاوہ خلفائے احمدیت کے خطباتِ جمعہ، مجالس سوال و جواب، بعض منتخب کتب اور بے شمار نظمیں آڈیو صورت میں بھی موجود ہیں اور جب چاہے سنی جاسکتی ہیں۔ اسی انٹرنیٹ کے توسط سے ٹی وی اور ڈش اینٹینا کے بغیر ایم ٹی اے کی نشریات کمپیوٹر کے ذریعہ www.mta.tv پہ میسر ہیں۔ اس طور انٹرنیٹ اس روحانی مائدہ کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کا شرف حاصل کر رہا ہے جس سے لوگ چاہیں تو ہدایت حاصل کر کے اپنے رب کی رضا کی جنت کو پا سکتے ہیں۔ یوں اس زمانہ کے بارہ میں قرآنی پیشگوئی کہ جب جنت کو قریب کر دیا جائے گا (81:14) پوری شان کیساتھ پوری ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔

نشر و اشاعت کی جدید سہولیات: پہلے وقتوں میں کتب شائع کرنا انتہائی مشکل تھا، اچھا معیاری کاغذ دستیاب نہ تھا۔ ماہر خوشنویس عرق ریزی سے ہاتھ سے لکھتے، اغلاط کی اصلاح (پروف ریڈنگ) کے بعد کئی بار کاتب کو سارا مسوّدہ از سر نو لکھنا پڑتا تھا اور جملہ مراحل میں سخت محنت کے علاوہ کئی کئی مہینے صرف ہو جاتے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ ابھی قریب کی بات ہے۔ آپؑ کو جب کتب شائع کرنا ہوتیں تو بے شمار دقتیں پیش آیا کرتی تھیں اور کئی مہینے اس میں صرف ہو جاتے تھے۔ مگر آج کمپیوٹر پرنٹنگ میں لکھنے، غلطیوں کی اصلاح، اشاعت، جلد بندی غرض ہر مرحلہ بہت جلد، با آسانی اور کئی گنا بہتر معیار میں تکمیل پذیر ہو جاتا ہے۔ ان جدید ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے جماعت کا لٹریچر کثیر تعداد میں اعلیٰ معیار کی دیدہ زیب کتب کی صورت میں مختلف زبانوں میں شائع کیا جاتا ہے۔ پھر الیکٹرانک شکل میں یہ کتابیں جماعت کی ویب سائیٹ پہ online library پہ موجود ہیں اور دُنیا کے دور دراز علاقوں کے باسی جب چاہیں ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ نشر و اشاعت کی اِن جدید سہولیات کا وجود میں آنا دیگر اُمور کے علاوہ قرآنِ کریم کی اس زمانہ کے بارہ میں پیشگوئی "اور جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی" (81:11) کے پورا ہونے کی صورت میں حقانیتِ اسلام کی بیّن دلیل بھی ہے۔

جدید تیز رفتار سواریاں: پہلے وقتوں میں گھوڑے، خچر، گدھے اور اونٹ وغیرہ سواری کا ذریعہ ہوتے تھے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد یہ جانور خریدنے کی استطاعت سے بھی محروم تھی اور پیدل سفر کرنے پہ مجبور تھی جبکہ سفر کیلئے معین راستے اور سڑکیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ دورانِ سفر موسمی تکالیف، طوفانوں، سانپوں اور جنگلی جانوروں سے مڈھ بھیڑ کے نتیجہ میں کئی مسافر منزلِ مقصود کی بجائے موت کے منہ میں چلے جایا کرتے تھے۔ دُنیا کے دور دراز مُلکوں کا سفر خطرناک خواب خیال کیا جاتا تھا۔ احمدیت کے ابتدائی دور میں جب یُورپ، امریکہ، افریقہ وغیرہ میں پیغامِ احمدیت پہنچانے کیلئے مبلغین بھیجے گئے تو کئی دنوں کے سخت تکلیف دہ سمندری سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے اُن میں سے کئی عین جوانی میں اِن ملکوں میں پہنچے۔ سالہا سال تک اپنے بیوی بچوں کا منہ تک نہیں دیکھ پائے اُن میں سے بعض واپس لوٹے تو اُن کے بچے جوان جبکہ وہ خود بوڑھے ہو چکے تھے۔ بعض ایسے بھی تھے جو اُدھر ہی وفات پا گئے اور وہیں مدفون ہیں۔ لیکن آج جدید برق رفتار سواریوں کے طفیل اُن دور دراز مُلکوں میں جانا، اہلِ خانہ کو ساتھ لے جانا اور بوقتِ ضرورت ملنے واپس آنا بہت آسان ہو چکا ہے۔ آج کے دور میں سفروں کیلئے اونٹ وغیرہ کا سوچنا دیوانگی خیال کیا جائے گا جو اِس زمانہ کے بارہ میں قرآنی پیشگوئی "اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں آوارہ چھوڑ دی جائیں گی" (81:5) کا پورا ہونا ثابت کرتا ہے۔ پھر موجودہ دور کی سواریوں کے بارہ میں احادیث میں تفصیلی نقشہ کھینچا گیا ہے۔ مختصراً یہ کہ دجّال کا گدھا ہوگا جس کی خوراک آگ اور پانی ہوگی۔ وہ عام لوگوں کیلئے بطور سواری استعمال ہوگا۔ سواریاں اُس کے پیٹ میں آرام دہ اور روشنیوں والی جگہ پہ بیٹھیں گی۔ اسکے چلنے

رکنے کی مقررہ جگہیں ہوں گی اور چلنے رُکنے کے اعلان ہوا کریں گے۔وہ ہوا میں بادلوں کے اوپر چلے گا۔ایک قدم اگر مشرق میں ہے تو دوسرا مغرب میں رکھے گا اور سمندر میں چلے گا تو گھٹنوں تک پانی ہوگا۔غلوں کے پہاڑ اٹھائے ہوئے چلے گا اور دجّال کی فرمانبرداری کرنے والوں تک پہنچائے گا۔وہ تیز رفتاری سے مہینوں،سالوں کے سفر دنوں،گھنٹوں میں طے کرے گا۔

(بخاری کتاب الفتن باب ذکر دجال و بہار الانوار،باب علامات ظہور دجال صفحہ 109)

ان تفصیلات پہ نظر ڈالنے سے نظر آتا ہے کہ چودہ سو سال پہلے جب جانوروں کی سواری کے علاہ کسی اور سواری کا سوچنا ناممکنات میں سے تھا اُس وقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر آج کے دور کی ان جدید برق رفتار موٹر گاڑیوں، ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کا تفصیلی نقشہ کھینچا ہے۔ان سواریوں کی ایجاد کا سہرا مخالف اسلام عیسائی طاقتوں کے سر ہے جنہوں نے اس زمانہ میں کھلم کھلا دجالیت کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے۔ان جدید سواریوں کی ایجادات کی دوڑ میں 1903 میں امریکی ریاست اوہائیو کے دو بھائیوں ولبر رائٹ اور اورول رائٹ Wilbur Wright and Orville Wright کی ہوائی جہاز کی ایجاد ایک سنگ میل کی اہمیت رکھتی ہے۔یہ ہوائی جہاز ہی ہے جس کا ایک قدم مشرق میں ہوتا ہے تو دوسرا مغرب میں۔اس پیشگوئی کا پورا ہونا جہاں صداقتِ اسلام پہ مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے وہاں دوسری طرف ان جدید سواریوں کی بدولت جماعت کے مبلغ دور دراز ملکوں تک پہنچ کر مسیح پاک کا پیغام پہنچا کر اُنکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی پیش خبری "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (تذکرہ) کو پورا کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔بفضل اللہ تعالیٰ اب افرادِ جماعت دُنیا کے ہر خطہ میں بڑی تعداد میں موجود ہیں۔جماعت کی روحانی اور اخلاقی ترقی کیلئے خلیفۂ وقت سے ہر فرد جماعت کا ذاتی طور پہ ملاقات کرنا انتہائی اہم ہے۔بفضلِ اللہ تعالیٰ موجودہ تیز رفتار سواریوں کی بدولت دُنیا کے مشرق و مغرب،شمال جنوب میں خلیفہ وقت کیلئے دورے کرنا اور افرادِ جماعت سے ملاقات کرنا ممکن ہو سکا ہے۔امام جماعت کے ان بابرکت دوروں اور انفرادی ملاقاتوں کے فیض سے جماعت کے افراد میں خُدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک نئی روح پیدا ہوتی ہے اور اُن کی روحانی تشنگی کی سیرابی کا سامان ہو جاتا ہے۔ان جدید سواریوں کی بدولت افرادِ جماعت بھی با آسانی جلسوں میں شرکت کر کے اپنی روحانیت اور باہمی محبت واخوت کو بڑھاتے ہیں۔الحمد للہ علیٰ ذلک۔

موجودہ ایجادات کا جماعتِ احمدیہ کی ترقی میں کلیدی کردار ادا کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ ایجادات جماعتِ احمدیہ کی خاطر وجود میں لائی گئی ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ افرادِ جماعت ان عظیم الشان سہولیات بہم پہنچانے والی ایجادات پہ اپنے مولا کریم و قادر کا شکر بجالانے کی حتی المقدور سعی کرتے ہوئے ان کا بھر پور مثبت تعمیری استعمال جہاں خود کریں وہاں دوسروں میں بھی اِس کو رواج دیں۔اور ان کے منفی اور ضرر رساں پہلوؤں پہ بیدار مغز نظر رکھتے ہوئے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش اور دعا کرتے رہیں۔بالخصوص الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو دُشمن اسلام طاقتوں کی گرفت سے آزاد کرا کر اسلام کے حسین پر امن نور سے دُنیا کو منور کرنا آج جماعت احمدیہ کی ذمہ داری ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اِسکی بہترین توفیق عطا فرمائے۔آمین

حضرت امام مہدیؑ اور پیشگوئیاں

حضرت امام مہدیؑ کے متعلق تمام بزرگ علماء اور مفسرین کا بیان ہے کہ سب ادیان پر اسلام اور رسولؐ کا مکمل غلبہ امام مہدی کے وقت میں ہوگا۔کیونکہ امام مہدیؑ کی بعثت کا اصل مقصد اسلام اور قرآن کو تمام دنیا میں غالب کرنا ہے۔

حضرت امام مہدیؑ کے متعلق پرانے صحیفوں میں بہت سی پیشگوئیاں اور علامات بیان کی گئیں ہیں۔جو کہ تمام مسلمانوں کو دعوتِ فکر دے رہی ہیں۔

حضرت علی المرتضٰے خلیفہ الرسول الرابعؓ نے فرمایا''جب امام موعود آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اہل مشرق و مغرب کو جمع کر دے گا'' (ینابیع المودۃ جلد سوم صفحہ ۹۰)

حضرت امام باقرؒ: فرماتے ہیں:''حضرت امام مہدی کے نام پر ایک منادی کرنے والا آسمان سے منادی کرے گا۔اس کی آواز مشرق میں رہنے والوں کو بھی پہنچے گی اور مغرب میں بسنے والوں کو بھی۔یہاں تک کہ ہر سونے والا جاگ اُٹھے گا۔'' (بحوالہ:المہدی الموعود المنتظر عند علماء اہل حسنہ ولا امامیہ ص۲۸۴ء)

حضرت امام جعفر صادقؒ: فرماتے ہیں:

''ہمارے امام قائم جب مبعوث ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کے کانوں کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی کو بڑھا دے گا۔یہاں تک کہ یوں محسوس ہوگا کہ امام قائم اور ان کے درمیان کا فاصلہ ایک برید(سٹیشن) رہ گیا ہے۔

چنانچہ وہ ان سے بات کریں گے تو وہ انہیں سنیں گے اور ساتھ دیں گے۔جبکہ وہ امام اپنی جگہ پر ہی ٹھہرا رہے گا۔'' (بحار الانوار جلد نمبر ۱۳ صفحہ نمبر ۱۱۱۸)

پروفیسر محمد سمیع طاہر
کیلگری

آداب گفتگو

(ایک خصوصی تقریب میں پڑھا گیا مضمون)

خیالِ خاطر احباب چاہیئے ☆ انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

"روز مرہ گفتگو" بظاہر سادہ سے دو الفاظ ہیں لیکن اپنی معنویت اور افادیت کے اعتبار سے نہایت گہرے اثرات اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر اس لحاظ سے کہ الفاظ کا موزوں انتخاب ہماری شخصیت کے خدوخال کو تشکیل دیتا اور ہماری سیرت و کردار کے اوصاف اجاگر کرتا ہے، ظاہری شکل و صورت کے نقوش تو عارضی ہوتے ہیں، جو وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں اصل چیز تو سیرت ہوتی ہے۔

سیرت نہ ہو تو عارض و رخسار سب غلط
خوشبو اڑی تو پھول فقط رنگ رہ گیا

موقع کی مناسبت سے الفاظ کا موزوں چناؤ اور پھر ان کی ادائیگی کا سلیقہ جہاں ہمیں معزز و محترم بنا دیتا ہے وہاں الفاظ کا غلط اور بے محل استعمال ذلت و رسوائی سے بھی ہمکنار کر دیا کرتا ہے۔ صاحب کردار جب کسی سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ الفاظ کا چناؤ مخاطب کی حیثیت کو نہیں اپنے مقام و مرتبہ کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے نہ تو وہ خود شرف انسانیت کے مقام سے گرتے ہیں اور نہ کسی اور کو نفرت و تضحیک کا نشانہ بناتے ہیں۔

اردو زبان و ادب کے ایک معروف مصنف اور ادیب محمد طفیل (جنہیں یار دوست ان کے ذاتی جریدہ "نقوش" کی بنا پر محمد نقوش بھی کہا کرتے ہیں) نے ایک دفعہ لکھا۔ "زبان کو عقل سے صرف تین باتیں معلوم کرنی چاہیں، کس سے بولے، کب بولے، اور کیا بولے، اس کلیہ کا حق ادا کیا جائے تو انسان ساری عمر سوچتا رہ جائے کہ کسی سے کوئی بات نہ کرے۔ پھر بھی اتنا تو ہونا چاہئے کہ ہر ایک سے نہ بولے اور سوچ کر بولے۔ (چہرہ نمائی)

گویا بولنا ضروری ٹھہرا ہو تو بولے ورنہ خاموشی بہتر ہے۔ مشہور کہاوت ہے کہ دو آدمی چلے جا رہے تھے، ایک بولتا جا رہا تھا اور دوسرا خاموش تھا اور صرف سننے پر اکتفا کئے ہوئے تھا کہنے والا کہتا ہے کہ سننے والا زیادہ عقلمند تھا۔۔۔

آیئے اب ذرا تاریخ اسلام کے اوراق پلٹیں، قدم قدم پر آپ کو ایسی ایمان افروز اور روشن مثالیں اتنے تواتر سے ملیں گی۔ کہ آپ ورطہ حیرت میں گم ہو جائیں۔۔ اسلام کی تعلیمات نے دُنیا کی انتہائی ناشائستہ قوم کو دُنیا کے شائستہ ترین افراد بنا دیا۔ ان کی دوستی اور دشمنی محض اللہ رب العزت کی رضا کے تابع ہو گئی۔ اور وہ دنیا کے مہذب ترین افراد بن گئے۔ سرور کائنات، فخر موجودات حضرت نبی کریم ﷺ کی معزز محفل میں بڑے بڑے قابل، زیرک، دانا صحابہ تشریف فرما ہوتے تھے اور جب کبھی رسالت مآب ﷺ اپنے صحابہ سے کوئی دینی سوال پوچھتے تو صحابہؓ نہایت ادب سے جواب دیتے، اللہ اور اللہ کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ کتنے بلند پایہ لوگ تھے اور کتنی مقدس ان کی مجلس ہو کرتی تھی۔ جس میں کہنے اور سننے والے ادب اور احترام کے ہر قرینہ سے آگاہ اور واقف ہوتے تھے۔

آیئے سرکار دو عالم ﷺ کے انداز گفتگو اور طرز کلام پر صحابہؓ کی رائے معلوم کریں۔ حضرت ہندؓ بن الحالہ بیان کرتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ۔ بلاضرورت نہ بولتے تھے، دیر تک خاموش رہتے تھے۔ نرم خو تھے جفا جو ہرگز نہ تھے۔ کشادہ دل تھے، اپنے نفس کے لئے نہ غضبناک ہوتے نہ انتقام لیتے۔"

حضرت خارجہ بن زیدؓ کا بیان ہے کہ: "نبی کریم ﷺ بہت زیادہ خاموش رہتے، جو شخص نامناسب بات بولتا، اس سے رخ پھیر لیتے، آپ کی ہنسی مسکراہٹ تھی اور کلام دوٹوک، نہ فضول نہ کوتاہ۔"

آیئے اب تاریخ احمدیت کے صفحات پر نظر دوڑائیں وہاں بھی آقائے دو جہاں ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے والے روشن روشن کرداروں سے ملاقات ہو گی۔ اس وقت صرف بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ عمل کی چند مثالیں پیش نظر ہونگی۔ آپ اپنے آقا سرور کائنات ﷺ کے عاشق صادق تھے اور پوری طرح اُسوۂ حسنہ پر کاربند تھے۔ اس ضمن میں اپنوں کے ساتھ ساتھ غیروں کی گواہیاں موجود ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی ابو نصر آہ مرحوم 3 مئی 1905ء کو قادیان آئے واپس جا کر انہوں نے سفر قادیان کے عنوان سے ایک طویل مضمون تحریر فرمایا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گفتگو کے انداز کا ذکر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں ''۔۔۔اور باتوں میں ملائمت ہے طبیعت منکسر مگر حکمت خیز، مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا اور بردباری کی شان نے انکساری کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے گویا متبسم ہیں۔۔۔'' (سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 145 مصنفہ یعقوب علی عرفانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح نگاروں نے آپ کی عادات و معمولات اور اخلاق کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ آپ نرم گفتار تھے، طبیعت میں حلیمی تھی اور ضبط اپنے کمال درجہ پر تھا۔ فلسفۂ اخلاق کے حوالے سے آپ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ نے جدید و قدیم ادوار کے ماہرین نفسیات اور اخلاقیات کے برعکس طبعی جذبات اور اخلاقی امور میں امتیاز کر کے دکھایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

''خدا کے پاک کلام نے تمام نیچرل قویٰ اور جسمانی خواہشوں اور تقاضوں کو طبعی حالات کی مد میں رکھا اور وہی طبعی حالتیں ہیں جو بالارادہ ترتیب اور تعدیل اور موقع بینی اور محل پر استعمال کرنے کے بعد اخلاق کا رنگ پکڑ لیتی ہیں۔ ایسا ہی اخلاقی حالتیں روحانی حالتوں سے کوئی الگ باتیں نہیں ہیں بلکہ وہی اخلاقی حالتیں ہیں جو پورے فنا فی اللہ اور تزکیہ نفس اور پورے انقطاع الی اللہ اور پوری محبت اور پوری محویت اور پوری سکینت اور اطمینان اور پوری موافقت باللہ سے روحانیت کا رنگ پکڑ لیتی ہیں۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی: روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ 325-326)

مولانا یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں:۔ ''آپ (حضرت مسیح موعودؑ) نے انسانی معراج اور انسانیت کا کمال ہر ایک خلق کو محل اور موقع پر استعمال کرنے میں بتایا ہے جس سے روحانیت ملتی ہے۔ جس کے ذریعہ انسان خدا کی راہ میں وفاداری کے ساتھ قدم مارتا اور اسی کا ہو جاتا ہے اور پھر جو اس کا ہو جاتا ہے اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتا اور اس مقام پر وہ عارف ہوتا ہے جو خدا کی ایک مچھلی ہے اور اس کے ہاتھ سے ذبح کی گئی ہے اور اس کا پانی خدا کی محبت ہے۔'' (مولانا یعقوب علی عرفانیؓ سیرت حضرت مسیح موعود صفحہ 82 پر)

آیئے دیکھیں حضرت مسیح پاک نے کیسے اخلاق دکھائے اور کس انداز میں گفتگو فرمائی۔ سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ میں حضرت میاں محمودؓ کے (بعمر چار سال) اوراق جلانے کا واقعہ لکھا ہے۔ مولانا موصوف اس واقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ردعمل یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

''خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی۔ اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔''

مولانا صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اس موقع پر ابنائے زمانہ کی عادات سے مقابلہ کئے بغیر ایک نکتہ چیں نگاہ کو اس نظارہ سے واپس نہیں ہونا چاہیے۔ (سیرت حضرت مسیح موعود صفحہ 20-21)

ایک عورت نے مسیح پاک کے گھر سے چاول چرائے اور پکڑی گئی۔ حضرت ادھر آ نکلے تو فرمایا 'محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دے دو اور فضیحت نہ کرو اور خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔'' (صفحہ 25 ایضاً)

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ ایک خادم حامد علی کو چند خطوط پوسٹ کرنے کو دیئے ان میں سے بعض رجسٹرڈ خطوط بھی تھے کچھ دنوں بعد میاں محمودؓ نے کوڑے میں سے خط نکالے اور حضورؑ کو لا کر دیئے۔ آپ نے خادم کو بلایا اور صرف اتنا فرمایا ''حامد علی! تمہیں نسیان ہو گیا ہے ذرا فکر سے کام کیا کرو'' حضرت مولانا حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کو ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دو ورقہ مضمون جو نہایت فصیح و بلیغ فارسی میں تحریر کیا گیا تھا پڑھنے کو دیا۔ حضرت خلیفہ اولؓ سے وہ مضمون کھو گیا۔ جب ان سے مضمون کا تقاضا ہوا تو بقول حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ:۔

''مولوی صاحب اپنی جگہ بڑے خجل اور حیران تھے کہ بڑی خفت کی بات ہے؟ حضرت کیا کہیں گے؟ یہ عجیب ہوشیار آدمی ہے ایک کاغذ اور ایسا ضروری کاغذ بھی سنبھال نہیں سکا۔ حضرت کو خبر ہوئی۔ معمولی ہشاش بشاش چہرہ متبسم زیر لب تشریف لائے اور بڑا اعذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر تگ و دو کیوں کیا گیا؟ میرا تو اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر ہمیں عطا فرمائے گا۔'' (سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ صفحہ ۲۱)

پس دوستو، عزیزو اور بھائیو! جب ہمیں اطلاع ہو گئی کہ حضرت رسول پاک ﷺ اور آپ کے غلام مسیح الزمان علیہ السلام نے جو طریقہ گفتگو کا اپنایا اور جن بلند اخلاق کا مظاہرہ کیا تو ہمیں بھی اسی راہ کو اپنانا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ؎

سر میں نخوت نہ ہو آنکھوں میں نہ ہو برقِ غضب
دل میں کینہ نہ ہو لب پر کبھی دشنام نہ ہو

خیر اندیشی احباب رہے مدنظر
عیب چینی نہ کرو مفسد و نمّام نہ ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فرمان ہے۔

گالیاں سُن کر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

☆☆☆☆☆☆☆☆

زبان ..... اور ..... اخلاق

وزنی چیز

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے اسلام کا ایک حسن یہ بھی ہے کہ انسان لا یعنی یعنی بے کار اور فضول باتوں کو چھوڑ دے (ترمذی ۔ کتاب الزاھد)

زبان پر قابو اور نجات

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ نجات کیسے ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:
”کہ اپنی زبان کو روک رکھو“ (ترمذی۔ابواب الزہد)

زبان کا زیاں

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام زبان کی خرابیاں اور نقصانات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے۔ زبان سے تکبّر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آجاتی ہیں اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریا کاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیاں بہت جلد پیدا ہوتا ہے۔ زباں کا زیاں خطرناک ہے اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔“
(ملفوظات جلد اول صفحہ:281)

تمہارا قول سچا اور سدید بھی ہونا چاہئیے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”دنیا میں جس قدر فتنے اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اگر ان پر غور کیا جائے تو ان کا اصل موجب قولِ سدید کا نہ ہونا ہوتا ہے۔ دُنیا میں اکثر لوگ تو اس مرض میں مبتلا دیکھے گئے ہیں کہ وہ عادتاً جھوٹ بولتے ہیں۔ پھر کئی ایسے ہوتے ہیں جو عادتاً تو جھوٹ نہیں بولتے لیکن ضرورت کے موقع پر ارادتاً جھوٹ بول لیتے ہیں۔ پھر بعض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو ارادتاً تو جھوٹ نہیں بولتے لیکن ان کی طبیعت ایسی کمزور ہوتی ہے کہ ڈر کے موقع پر غلط بات ان کے مُنہ سے نکل جاتی ہے۔ یہ ڈر بھی آگے کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کئی تو ایسے ہوتے ہیں جنہیں اپنے کسی مقصد میں ناکام رہنے کی وجہ سے نقصان کا ڈر ہوتا ہے اور کئی ایسے ہوتے ہیں جن کو نقصان کا کوئی ڈر نہیں ہوتا لیکن فائدہ کے ہاتھ سے چلے جانے کا ڈر ہوتا ہے۔ اس فائدہ کے حصول کی امید میں جھوٹ بول دیتے ہیں.....تو بعض باتیں تو قولِ صدق ہوتی ہیں قولِ سدید نہیں ہوتیں۔ مگر اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہمیشہ قولِ سدید ہونا چاہئیے کیونکہ بہت سے جھگڑے اور تفرقے قولِ سدید نہ ہونے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔“ (از:”خطباتِ محمودؓ“)

زُبان کا جہاد........

حدیث فہمی کا نادر و اچھوتا نمونہ!

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ہے:

جاھدوا المشرکین باموالکم و انفسکم والسنتکم (مشکوٰۃ صفحہ 304)

یعنی مشرکوں سے اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کیساتھ جہاد کرو۔

”مشکوٰۃ مجتبائی“ کے حاشیہ میں اس فرمانِ نبوی کی یہ شرح کی گئی ہے کہ:

”بان تخوّفوھم و توعدوھم بالقتل والاخذ والزعب و نحو ذالک بان تذموھم و تسبوھم... الخ. (مشکوٰۃ مطبع مجتبائی صفحہ332)

”یعنی زبان کا جہاد یہ ہے کہ مشرکوں کو نہ صرف قتل، پکڑ دھکڑ اور لوٹ مار کی دھمکیاں دو بلکہ ان کی مذمّت بھی کرو اور انہیں خوب گالیاں بھی دو۔“ زبان کے جہاد کی اس اچھوتی تشریح پر فقط یہی کہا جاسکتا ہے ۔

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قارئین کے خطوط

﴿نوٹ:۔طوالت اور دیگر مجبوریوں کے پیشِ نظر خطوط مختصر کر کے شائع کئے جاتے ہیں۔تاہم قارئین کے نکتۂ نظر سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں﴾

با اصول.....!

کچھ عرصہ قبل ایک مقامی ہفت روزہ جریدے میں ایک سرخی نظر سے گزری۔عنوان تھا:''حنیف رامے (سابق وزیرِ اعلیٰ پنجاب) ایک با اصول سیاستدان تھے۔'' مضمون دراصل حنیف رامے کی وفات کے حوالے سے تھا۔ جس میں مسٹر۔رامے کی''اصول پرستی'' کے متعلق داد و تحسین کا انبار لگا نظر آیا۔ اخبار پڑھتے ہوئے یہ عنوان دیکھ کر میں یادوں میں کھوتا چلا گیا۔اور اب ذہن کے پردے پر اکتوبر 1974ء کا وہ دن گھوم رہا تھا۔جب سرگودھا شہر میں اُس وقت کے وزیرِ اعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے کی موجودگی اور علم میں ہوتے ہوئے شہر بھر کے احمدیوں کی املاک لوٹی اور جلائی جا رہی تھیں۔اور ہر پندرہ منٹ بعد میرے محترم دوست مبارک احمد پراچہ اپنی کوٹھی واقع سرگودھا سے خاکسار کو رپورٹ دے رہے تھے اور بیچارے مایوسی کا اظہار کر رہے تھے۔جب آخری مرتبہ ان کے فون سے اطلاع ملی کہ وہ اپنے گھر سے کود کر کسی اور جگہ چھُپ رہے ہیں۔اور یہ کہ زندہ رہے تو اگلے روز بات ہوگی۔اس کے ساتھ ہی فیصل آباد میں بھی''علماء'' کے لاؤڈ سپیکروں پر چنگھاڑنے اور لوٹ مار کے''جہاد'' شروع کرنے کے اعلانات کی اطلاعات ملنا شروع ہو گئیں۔اور ہم لوگ اپنی سپئیر پارٹس کی دوکان اور گھر کے ایک مرتبہ پھر جلائے جانے کے تصور اور بچانے کی فکر میں مبتلا ہو گئے (کیونکہ چند ماہ قبل مئی جون 1974ء میں خاکسار کی دوکان ''مجاہدین ختم نبوت'' کے ہاتھوں جلائی جا چکی تھی) اچانک ہمارے کالج کے کلاس فیلو اور عزیز دوست چوہدری محمد اکرم (بعد میں اسٹیشن ڈائرکٹر ریڈیو پاکستان لاہور) آ گئے۔میری پریشانی کا سن کر فوراً چلے گئے۔تھوڑی دیر بعد انکا فون آیا کہنے لگے:۔میں اویس مظہر (اس وقت کے ایس ایس پی فیصل آباد، جو ان کے یونیورسٹی میں کلاس فیلو تھے) سے ملا ہوں۔اس نے آپ کو یہ پیغام پہنچانے کو کہا ہے کہ میرا اصول ہے''پہلا واقعہ مت ہونے دو۔دوسرا نہیں ہوگا'' مئی جون 1974ء میں میں لاہور متعین تھا۔میرے علاقے میں کوئی واقعہ ہوا؟ انشاء اللہ اب بھی نہیں ہوگا۔تھوڑی دیر بعد مسلح پولیس کی گاڑیاں شہر کا گشت شروع کر چکی تھیں۔پہلا واقعہ نہیں ہونے دیا گیا۔دوسرے کی نوبت ہی نہ آئی۔

پس لب لباب یہ کہ اگر سرکاری افسر با اصول اور دیانتدار ہو تو لاء اینڈ آرڈر جیسے مسائل سر نہیں اٹھا سکتے۔چنانچہ 1974ء کے خونیں واقعات شاہد ہیں کہ جہاں جہاں بھی شہری انتظامیہ کے افسران با اصول تھے،''اوپر'' سے آمدہ احکامات کے باوجود احمدیوں کی املاک محفوظ رہیں۔

مگر افسوس کہ 1974ء میں احمدیوں کو قربانی کا بکرا بنا کر خود غرض سیاست نے بانیٔ پاکستان کے اعلیٰ اصولوں کو جس طرح مٹی تلے روندا تھا، آج پوری قوم اس کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔محض احمدیوں کو نقصان پہنچانے کیلئے کٹھ ملاؤں کو جس طرح چھوٹ دی گئی آج وہی ملائیت، پیرِ تسمہ پا بن کر قوم کی گردن پر سوار ہو چکی ہے۔ہر جگہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ اژدھا بن کر پھنکار رہا ہے۔مگر اربابِ اختیار ہیں کہ انہیں پھر بھی سمجھ نہیں آ رہی.... اللہ تعالیٰ اس قوم پر رحم فرمائے۔

خاکسار: شیخ لئیق احمد، بریمپٹن

☆☆☆☆☆☆☆

ایک تاریخی حوالہ

نحن انصار اللہ کے کسی گذشتہ شمارے میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں لئے جانے کا پس منظر پڑھ کر ایک اور حوالہ ارسال ہے۔تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں اور علامہ اقبال کی احمدیت سے مخالفت کی حقیقی وجوہات جاننے والوں کیلئے یقیناً یہ دستاویزی حیثیت رکھتا ہے۔

تاریخی و دستاویزی حقائق کا کہنا یہ ہے کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان اس عہدے کے لئے نہ بے تاب تھے نہ انہوں نے اس کے حصول کیلئے کوئی خاص جدّ و جہد ہی کی۔بلکہ جب اس عہدہ پر تقرری کی پیش کش کا مرحلہ آیا تو انہوں نے بالواسطہ انداز میں اُسے قبول کرنے کے سلسلہ میں''معذرت'' کا اظہار بھی کیا۔ جس کی توثیق و تصدیق''مسلم پنجاب کا سیاسی ارتقاء'' (۱۸۴۹ء۔۱۹۴۷ء) کے مندرجات سے بھی ہوتی ہے۔معروف مؤرخ اور صحافی جناب زاہد چودھری اپنی

اس تجزیاتی تصنیف کے صفحہ ۱۸۸ پر وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کی رُکنیت پر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان اور سر فضل حسین کے خلاف ''علامہ اقبال اور احرار کی مہم'' کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں:۔

تاہم جولائی ۱۹۳۴ء میں جب ظفر اللہ خان ابھی لندن ہی میں تھا وزیر ہند نے اُسے پیش کش کی کہ:

''دو سال ہوئے تُم نے سر فضل حسین کی جگہ کام کیا تھا۔ آئندہ اپریل میں اُن کی میعاد ختم ہونے والی ہے تم دوبارہ خدمت عامہ کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے تیار ہوگے.....؟''

اس پر ظفر اللہ خان نے رضامندی ظاہر کی لیکن ساتھ یہ گزارش کی کہ:

''میرا تعلق سلسلہ احمدیہ کے ساتھ ہے جس کے بعض عقائد کے ساتھ عام مسلمانوں کو اختلاف ہے۔ جب 1932ء میں میں نے سر فضل حسین کی جگہ کام کیا تھا تو اس وقت بھی اس بناء پر مسلمانوں کے ایک طبقے کی طرف سے میرے تقرر پر اعتراض کیا گیا تھا۔ اب بھی اعتراض ہوگا کہ جب وہ لوگ مجھے مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو میرا تقرر مناسب نہیں آپ اس پر غور فرمالیں''

اس پر وزیر ہند کا جواب یہ تھا کہ:

۔۔تم نے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے سلسلہ میں جو خدمت سرانجام دی ہے۔ اس کے بعد کوئی بہت ہی کوتاہ اندیش مسلمان ہوگا جو تمہارے'' تقرر پر معترض ہوگا۔۔''

اس کے دو ہفتے بعد وائسرائے لارڈ ولنگڈن نے بھی لندن میں ظفر اللہ خان کو یہی پیش کش کی تھی۔ جب کہ ہندوستان میں سر فضل حسین کے جانشین کے انتخاب کے متعلق چہ مگوئیاں شروع ہو گئی تھیں اور کچھ آوازیں اس کے تقرر کے خلاف اُٹھنے لگی تھیں جنہوں نے بہت جلد ایک شور کی صورت اختیار کر لی۔

''پنجاب میں یہ شور احراریوں کی جانب سے بپا کیا گیا تھا اور انہوں نے اس مقصد کے لئے قادیان میں ایک ''تبلیغی کانفرنس'' بھی کی تھی۔ ان کے اس شور **میں ایک آواز ڈاکٹر سر محمد اقبال کی بھی تھی جنہوں نے ایک طویل مضمون میں یہ رائے ظاہر کی تھی کہ'' قادیانی فرقہ'' دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ یہ مسلمانوں کے بنیادی عقائد سے منکر ہے لہٰذا اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے''۔**

اکتوبر ۱۹۳۴ء کو لندن میں وزیر ہند نے ظفر اللہ خان کو بتایا کہ مجھے بہت سے تار اور مراسلات ہندوستان سے تمہارے تقرر کی مخالفت میں موصول ہوئے ہیں میں نے کروفٹ (اپنے سیکرٹری) کو کہہ دیا ہے کہ:

''ان سب کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتے جاؤ۔ تم سچ کہتے تھے کہ بعض عناصر تمہارے تقرر کے بہت ہی مخالف ہیں۔ یہ کیسے لوگ ہیں جو اپنا مفاد بھی نہیں پہچانتے...''

(بحوالہ: ''مسلم پنجاب کا سیاسی ارتقا'' مصنفہ: زاہد چوہدری ص ۱۸۸)

خاکسار: محمد خلیل، بریمپٹن

☆☆☆☆☆☆☆☆

علامہ اقبال کا ایک شعر

در دشتِ جنونِ من جبریل زبوں صیدے
یزداں بہ کمند آور اے، ہمتِ مردانہ

(پیام مشرق صفحہ ۱۶۶)

ترجمہ: میرے جنون کے جنگل میں جبرائیل (خدا تعالیٰ کا مقرب ترین فرشتہ، قرآن مجید کی عظیم ترین وحی لانے والا فرشتہ) زخمی شکار کیا ہوا پڑا ہے اور خدا پر (کو پکڑنے کیلئے) کمند ڈالی ہوئی ہے، کیا مردانہ ہمت کی بات ہے۔

کلامِ اقبال کے شارحین بالخصوص اصحابِ حلقہ فکرِ اقبال، علامہ کے کلام کو قرآنِ حکیم کی تفسیر قرار دیتے ہیں۔ حلقہ فکرِ اقبال سے بصد احترام گزارش ہے کہ کیا وہ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ہستی باری تعالیٰ اور لیلۃ القدر جیسی بابرکت اور ہزار راتوں سے افضل شب کو ہزار ہا فرشتوں کے جلو میں زمین پر نزول فرمانے والے فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام کے متعلق مندرجہ بالا فارسی شعر قرآن پاک کی کس آیت کی تفسیر ہے.....!؟

خاکسار: ملک محمد صفی اللہ، ٹورنٹو۔ کینیڈا

☆☆☆ گزارش ☆☆☆

تمام زعما کرام سے گزارش ہے کہ اجلاسات میں پڑھے جانیوالے مفید مضامین و تقاریر کی کاپی بغرضِ اشاعت ''نحن انصار اللہ'' کو بھی ضرور ارسال فرمادیا کریں۔ جزاء کم اللہ تعالیٰ۔ **(ادارہ)**

محمد عبدالماجد صدیقی
(سابق نیشنل قائد تعلیم)

مرکزی سہ ماہی امتحان مجلس انصار الله کینیڈا

اس کے انعقاد کی غرض....اور....اسکی اہمیت

اکثر ہمارے بھائیوں اور دوستوں کی طرف سے شکایات موصول ہوئی ہیں کہ مرکزی سہ ماہی امتحان کا پرچہ بڑا طویل اور مشکل ہے اس کو مختصر اور آسان بنایا جائے۔ اس پرچہ کو اسطرح بنایا جائے کہ ہر سوال کے چار چار جواب دیئے جائیں اور انصار بھائیوں سے کہا جائے کہ صحیح جواب پر دائرہ لگائیں۔ ہاں آجکل کے امتحانات میں ایسا کیا جاتا ہے۔ انگریزی میں اسکو Multi choice system کہتے ہیں۔ بعض سوالات کے لئے کتابوں کو پڑھنا پڑھتا ہے۔ مگر اس امتحان کے انعقاد سے اسکی کیا غرض اور حکمت اور اہمیت ہے۔ اس تعلق میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو مختصر تحریرات اور سیدنا حضرت حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح اولؓ کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے اس امتحان کی اصل غرض اور اسکی اہمیت بالکل واضح ہو جاتی ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''ہماری جماعت کو علم دین میں تفقہ پیدا کرنا چاہیے....ہمارا مطلب یہ ہے کہ وہ آیات قرآنی واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے کلام میں تدبر کریں۔ قرآنی معارف وحقائق سے آگاہ ہوں۔ اگر کوئی مخالف ان پر اعتراض کرے تو وہ اسے کافی جواب دے سکیں۔ ایک دفعہ جو امتحان لینے کی تجویز کی گئی تھی۔ بہت ضروری تھی۔ اس کا ضرور بندوبست ہونا چاہیئے'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 211 - 212)

نیز فرمایا: ''دسمبر کے آخر میں جو احباب کے واسطے امتحان تجویز ہوا ہے۔ اس کو لوگ معمولی بات خیال نہ کریں۔ اور کوئی اسے معمولی عذر سے نہ ٹال دے۔ یہ ایک عظیم الشان بات ہے۔ اور چاہیئے کہ لوگ اس کے واسطے خاص طور پر اسکی تیاری میں لگ جاویں'' (ذکر حبیب ۲۸۸ مولفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

مزید فرمایا: ''جو شخص ہماری کتب کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔ (ہدایات برائے مجلس انصاراللہ سال 2003 پاکستان ربوہ)

مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جو اصل غرض اور اہمیت اس امتحان کی ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ ہر احمدی کو حضور علیہ اسلام کی کتب کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ ان کتب میں اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم کو پیش کیا گیا ہے بلکہ بالفاظ دیگر قران کریم کی تفاسیر ہیں۔ حضور علیہ اسلام نے اس امتحان کا جو اصل مقصد بیان فرمایا ہے وہ یہی ہے کہ کوئی شخص اسلام احمدیت پر کسی بھی طرح کا الزام لگائے یا اعتراض کرے ایک احمدی کا فرض ہے کہ اس الزام اور اعتراض کا مدلّل جواب دیکر اعتراض کنندہ کی تسلی کی جائے۔

اس پیغام کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن کریم کی شکل میں ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اس پیغام کو دنیا کے تمام انسانوں تک پہنچانے کی ذمہ داری آج جماعت احمدیہ کے سپرد کی گئی ہے۔ پس ہر احمدی کا فرض اوّلین ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ اپنے پر لازم کرے کہ ان میں اسلام کی سچی اور حقیقی تصویر پیش کی گئی ہے اور ان تعلیمات کو سمجھنے، ان پر عمل کرنے کا بہترین موقعہ ہے۔ حضور علیہ السلام کی اس دلی خواہش کے احترام اور اہتمام میں سیدنا حضرت حافظ مولانا نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاولؓ نے کسطرح جماعت کو نصیحت فرمائی، حیاتِ نورؒ میں اس کا ذکر یوں ملتا ہے:۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ زبردست خواہش تھی کہ ہماری جماعت میں کم از کم ایک سو آدمی اہل فضل اور اہل کمال ہونا چاہیئے کہ اس سلسلہ اور اس دعویٰ کے متعلق جو نشان اور دلائل اور براہین قویہ قطعیہ خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں ان سب کا اس کو علم ہو اور مخالفین پر ہر ایک مجلس میں بوجہ احسن اتمام حجت کر سکے اور ان کے مفتریانہ اعتراضات کا جواب دے سکے اور نیز عیسائیوں اور آریوں کے وساوس شائع کردہ سے ہر ایک طالب حق کو نجات دے سکے اور دین اسلام کی حقیقت کمال اور اتم طور پر ذہن نشین کرا سکے۔

ان تمام امور کی سرانجام دہی کیلئے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ جماعت کے اہل علم، زیرک اور دانشمند لوگوں کو چاہیئے کہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۸ء تک حضورؑ کی کتابوں کو دیکھ کر اس امتحان کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور دسمبر کی تعطیلات میں قادیان پہنچ کر تحریری امتحان دیں۔ اور ایسے واعظین ہر سال تیار ہوتے رہیں تا ایک کثیر جماعت تیار ہو جائے۔ اس خواہش پر مشتمل اشتہار حضورؑ نے ۹ ستمبر ۱۹۰۱ء کو شائع فرمایا تھا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ کی زندگی میں کسی وجہ سے اس پر عمل

نہیں ہو سکا اور اگر ہوا ہو تو کم از کم تحریری طور پر اس کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔
حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دل میں شدت سے اس امر کا احساس پیدا ہوا کہ جماعت میں ایسے واعظین پیدا ہونے چاہیں جو علوم دینیہ سے اچھی طرح واقف ہوں اور اکناف عالم میں پھیل کر مخلوق الٰہی کو راہِ ہدایت پر لائیں۔
ابھی آپ اس بارہ میں سوچ ہی رہے تھے کہ آپ کو حسنِ اتفاق سے ۱۶؍ جولائی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کا وہ پرانا اشتہار ۱۹۰۱ء والا مل گیا۔ جس پر آپکی طبیعت بے چین ہوگئی...... آپ کے اس رنج اور صدمہ کا باعث جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے یہ ہوا کہ حضرت اقدس کا ۱۹۰۱ء والا پرانا اشتہار پڑھ کر آپ اس خیال سے نہایت بے چین اور مضطرب ہوگئے کہ ابھی تک حضور کی اس پاک خواہش کو عملی جامہ نہیں پہنچایا جاسکا۔'' (''حیاتِ نور'' صفحہ ۴۱۰۔۴۱۱)

''چنانچہ ہر سال امتحان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو تین کتابیں بطور نصاب مقرر کر دی جاتی رہیں اور احباب امتحان میں شامل ہوتے رہے۔ حضور کے بعد اب تک کسی نہ کسی شکل میں امتحان کتب مسیح موعودؑ کا سلسلہ جاری ہے۔ خلافت ثانیہ کے عہد مبارک سے جماعت کی مختلف تنظیمیں یعنی انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، ناصرات الاحمدیہ یہ اپنے اپنے رنگ میں کورس مقرر کر کے امتحانات میں شامل ہو رہی ہیں اور اس طرح سے جماعت کا کثیر حصہ حضرت مسیح موعود السلام کی کتابوں سے واقفیت حاصل کرتا رہتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ (حیات نور صفحہ ۴۱۲)
اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو سیدنا حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کی خاص طور پر اور خلفائے احمدیت کی تحریرات کو پڑھنے کی سچی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اے اسیران راہ دینِ متین...!

جہلم جیل میں اسیرانِ راہِ مولا سے ملاقات کے بعد، منظوم قلبی محسوسات

پابند سلاسل جسم سہی، تری روح نہیں ایمان نہیں
کیوں قلب حزیں ہو پل بھر کو، میری جان نہیں میری جان نہیں

یہ دینِ متیں تم جس کے لئے، یوں سینہ تان کے بیٹھے ہو
اس عقل کی اندھی دنیا کو اس حق کی کچھ پہچان نہیں

اک عہدِ وفا جو باندھ لیا، مردوں کی طرح پھر قائم ہو
میدانِ جفا، یہ راہِ وفا، مانا کہ بہت آسان نہیں

یہ عید اور ایسی عیدوں سے کتنے ہی دن یوں رکھے ہیں
میرے شیرو! تم سے دوری کا کوئی اک پل بھی امکان نہیں

اس اندھی بھدی چکی[1] کو اُس شخص نے بقعۂ نور[3] کہا
جو شخص تمہارے پل بھر سے اک پل کو رہا انجان نہیں

یہ عشق نرالا کھیل سہی یہ کھیل بھی ہم سے سیکھو گے
اے جور و ستم کے متوالو! میرے سینے تو ویران نہیں

میری رات کے سوچ دریچے میں میرا دل جلتا ہے صبح تلک
میرے مالک اب تو کُن فرما، جز اس دکھ کا درمان نہیں

میرے لوگ شہید اسیر بھی ہیں اور مجھ سے یہاں نخچیر بھی ہیں
ہر زخم سجا ہے سینوں پر کچھ اِس دل میں ارمان نہیں

ادریس[4]، بشارت، ناصر سے الیاس منیر[5] اور حاذق[6] تک
سب اہل جنوں کے قصے ہیں پھر کیوں ان میں احسان نہیں

﴿ احسان اللہ قمر، واہ کینٹ ﴾

۱۔ سزائے موت کے اسیران جن کوٹھڑیوں میں قید ہیں وہ چکیاں کہلاتی ہیں۔
۲،۳: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کال کوٹھڑیوں کو ''نور کی کوٹھڑیوں'' کا نام دیا تھا۔ ۴۔ محمد ادریس، بشارت احمد اور ناصر احمد چک سکندر کے اسیران ہیں جو اس وقت ڈسٹرکٹ جیل جہلم میں اسیر ہیں۔ ۵،۶: مربی سلسلہ احمدیہ محترم الیاس منیر صاحب (حال جرمنی) اور محترم حاذق رفیق صاحب (حال ٹورنٹو) جو ساہیوال کے اسیران راہِ مولیٰ تھے۔

منقولات
محمد سلیم قریشی

جکارتہ کانفرنس اور خلافت کا احیاء

زوال اور ادبار کی بدترین سطح کو چھو لینے کے بعد سیاسی، ثقافتی، تعلیمی غرض ہر حوالے سے عالم اسلام میں بیداری کا ایک عمل کسی نہ کسی درجے میں شروع ہو چکا ہے۔ ماضی سے پر جوش تعلق قائم رکھتے ہوئے آگے کی طرف جانے کا عمل دنیا کے مختلف ممالک اور براعظموں میں رہنے والے مسلمانوں میں حیرت انگیز مماثلت کے ساتھ جاری ہے۔ امت مسلمہ میں ہمہ جہت بہتری اور بیداری کے اشارے مل رہے ہیں۔ اتوار 12 اگست 2002ء کو انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ میں ایک لاکھ کے لگ بھگ اجتماع میں مسلم دنیا میں خلافت کے احیاء کا مطالبہ کیا گیا۔ مظاہرین نے اسلامی ریاست کے قیام اور اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ اجتماع کی خاص بات خواتین کی بڑی تعداد میں شرکت تھی۔ مقامی اور غیر ملکی مقررین نے واضح کیا کہ خلافت کے قیام کی بنیاد مسلمانوں کے اتحاد میں ہے۔ ہمیں روز حساب سرخرو ہونے کے لئے دنیا کے ہر گوشے میں خلافت کا پیغام پہنچانا ہوگا اور ایک بار پھر پوری دنیا میں اسلامی ریاست اور خلافت کا نظام قائم کرنا ہوگا۔ بین الاقوامی نشریاتی اداروں، مغربی میڈیا اور ذرائع ابلاغ نے اس کانفرنس کو نمایاں کوریج دی اور امت مسلمہ کی بیداری کے آغاز سے تعبیر کیا۔ عظیم الشان افرادی قوت، پچاس سے زائد آزاد اور خود مختار ممالک کے بے پناہ وسائل اور ذرائع کے ہوتے ہوئے بھی دنیا کا ایک پسماندہ اور بے وقعت انسانی گروہ، تمام تر کوتاہیوں کے باوجود اسلام کی صورت میں ایک ایسے دین کا علمبردار ہے جس میں عالمگیر اخوت انسانی کا پیغام بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ عصر حاضر میں دنیا ایک نئے عالمی نظام کی تلاش میں ہے۔ مغرب نے دنیا کو جو نظریۂ حیات دیا ہے اس کا دارومدار استحصال بالجبر، مفاد پرستی اور ارتکاز دولت پر ہے جس میں اخوت انسانی کی گنجائش نہایت محدود ہے۔ مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام نے آفاقیت کے جس تصور کو عالمگیریت ناروا اور استحصالی تصور میں تبدیل کر دیا۔ مغرب کے پالیسی ساز اور دانشور اس نظام عالم کے لئے اگر کسی ضابطہ حیات کو حقیقی خطرہ سمجھتے ہیں تو وہ اسلام ہے کیونکہ اسلام ہی وہ طرز زندگی ہے جس نے فکری، علمی اور تہذیبی حوالے سے انسانی تاریخ کو سب سے زیادہ فعال اور مثبت انداز میں متاثر کیا ہے۔ اسلام تمام تعمیری اور مثبت رجحانات کے ساتھ انسانیت کو سیراب کرنے اور موجودہ استحصالی نظام کو پامال کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔ ضعف اور انحطاط مسلمانوں میں آیا ہے، اسلام میں نہیں۔ باطل قوتیں اسلام کے اہم ترین اور باقی مذاہب سے الگ کرنے والے اسلام کی حاکمیت کی واپسی کے جس پہلو سے محروم کرنا چاہتی ہیں وہ اسلام کا سیاسی نظام اور انتظام ریاست ہے۔ اللہ رب العزت کے نازل کردہ احکامات کے مطابق امت مسلمہ کے معاملات کی انجام دہی اور اسلام کے جامع اور ہمہ گیر نظام کو پوری دنیا میں پہنچانے کے لئے خلافت کے نظام کا قیام، جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی میں قائم فرمایا۔ یہ نظامِ مملکت نسلِ انسانی کے Ideals اور معیارِ فکر و نظر کو معاشرتی حقیقت میں ڈھالنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور اس سے متصل دور خلافت راشدہ تک تمام خوبیوں کے ساتھ بھرپور انداز میں برقرار رہا اور ثابت کرتا رہا کہ خلافت محض نظریہ یا خواب نہیں ایک عملی حقیقت ہے۔ خلافت محض ایک ''روحانی مذہبی'' ریاست (تھیولاجیکل اسٹیٹ) نہیں۔ اسلام کے نظام فکر و عمل میں عبادات کے ساتھ ساتھ ایک مکمل نظام معاشرت بھی موجود ہے جو نظم مملکت میں ڈھل کر نوع انسانی کی رہنمائی کے لئے تا ابد عطا کیا گیا ہے۔ خلافت راشدہ تک اس عہد کی برقراری اس امر کی نشاندہی ہے کہ تمام محاسن کے ساتھ اس نظام کا قیام نبی آخر الزماں ﷺ کی امت پر بھی فرض ہے۔ اس مملکت کا دستور ارشادات قرآنی کی صورت میں زمان و مکان کی قید سے بے نیاز ہر عہد میں قابل عمل ہے اور تمام انسانی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ نظام خلافت کی شکل میں اسلام ایک ایسا معاشرہ ترتیب دیتا ہے جو اپنے افکار، جذبات، قوانین اور افراد کی شخصیت کے لحاظ سے ایک منفرد معاشرہ ہے جس میں مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ تمام تر جامعیت اور اعلیٰ صلاحیتوں کے ساتھ بروئے کار آتی ہے۔ خلافت کا نظام حکومت دنیا میں موجود تمام نظام ہائے حکومت سے مختلف ہے۔ اس نظام میں حکومت کی شکل بادشاہت نہیں ہے۔ اسلام بادشاہی طرز حکومت کو تسلیم کرتا ہے اور نہ ہی اس سے مشابہت رکھتا ہے۔ بادشاہی نظام میں حکومت موروثی ہوتی ہے اور بادشاہ کو خصوصی حقوق اور امتیاز و استثناء حاصل ہوتا ہے جو رعایا میں کسی اور کا استحقاق نہیں۔ خلافت کے نظام میں نہ

تو ولی عہد کا تصور ہوتا ہے اور نہ ہی بادشاہ خصوصی حقوق کا حقدار ہوتا ہے۔ بیشتر مماثلتوں کے باوجود خلافت درحقیقت جمہوری نظام بھی نہیں ہے۔ جس میں لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قانون سازی کریں، دستور و قوانین مرتب کریں، منسوخ کریں یا پھر ان میں کوئی ردوبدل کریں۔ خلافت کی بنیاد اسلامی عقیدے اور احکام شرعیہ پر ہے اور اقتدار اعلیٰ شریعت کو حاصل ہے امت کو نہیں۔ نہ تو افراد اور نہ ہی خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قانون سازی کریں۔ قانون ساز صرف اللہ کی ذات ہے اور خلیفہ کو صرف اتنا اختیار حاصل ہے کہ وہ کتاب وسنت سے اخذ کردہ احکامات و دستور و قوانین مرتب کرنے کے لئے اختیار کرے۔ خلافت کا نظام نو آبادیاتی بھی نہیں ہے۔ نو آبادیاتی نظام اسلام سے بالکل میل نہیں کھاتا۔ نو آبادیاتی نظام میں سلطنت کے مختلف حصوں میں بسنے والے مختلف نسل کے لوگوں سے یکساں سلوک نہیں کیا جاتا جبکہ اسلامی طرز حکومت میں ریاست کے تمام خطوں میں بسنے والے لوگوں کو مساوی حقوق حاصل ہوتے ہیں اور نسلی تعصب کی ممانعت ہوتی ہے۔ خلافت کا طرز حکومت وفاقی طرز کا بھی نہیں ہے جس میں مختلف علاقوں کو خود مختاری حاصل ہوتی ہے لیکن وہ ایک عمومی مرکزی حکومت کے ذریعے باہم متحد ہوتے ہیں مگر خلافت میں ریاست کے کسی حصے کو خود مختاری کی اجازت نہیں تاکہ ریاست کے حصے بخرے نہ ہوں۔ الغرض خلافت یا اسلامی نظام حکومت اپنے ماخذ اور اساس کے حوالے سے دیگر تمام نظام ہائے حکومت سے مختلف ہے۔ اگرچہ اس کے بعض پہلو دیگر حکومتی نظاموں کے بعض پہلوؤں سے مطابقت رکھتے ہیں۔ ناقدین اعتراض کرتے ہیں کہ خلافت کا نظام شفاف اور واضح نہیں اور موجودہ عہد کے تقاضوں کی تکمیل سے قاصر ہے۔ جو لوگ خلافت کے قیام کی دعوت لے کر اٹھے ان کا انداز بھی عمومی اور اسلام کی حاکمیت سے متعلق نہیں تھا۔ امت میں ایک گروہ نے اس صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے دنیا کو آگاہ کیا کہ خلافت پسماندہ نظام نہیں ہے بلکہ تمام جزئیات کے ساتھ موجودہ عہد کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ لامحدود دانائی کی بنیاد سے اخذ کردہ نظام خلافت کا قیام فقہا نے اُم الفرائض قرار دیا ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے۔ ''تم میں نبوت باقی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اس کو اٹھالے گا، پھر خلفائے راشدین کا دور آئے گا اور یہ باقی رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر اللہ اس کو اٹھالے گا، پھر کاٹ کھانے والی بادشاہتوں کا دور آئے گا اور یہ باقی رہیں گی جب تک اللہ چاہے، پھر اللہ ان کو اٹھالے گا پھر جابر بادشاہوں کی حکومتیں ہوں گی اور یہ باقی رہیں گی جب تک اللہ چاہے، پھر اللہ اس کو اٹھالے گا اور پھر تم میں دوبارہ خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی'' اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ (بحوالہ:''پاکستان جرنل'' 31 اگست 2007ء۔ ہوسٹن، امریکہ)

تبصرہ از: ایڈیٹر

مضمون نگار کے مطابق اگر خلافتِ اسلامیہ ''سیاسی اور روحانی'' ہے بھی اور نہیں بھی........تو سوال یہ ہے کہ پھر مجوزہ بالا خلافت آخر ہے کیا؟!

دلچسپ امر یہ ہے کہ ایک مدت سے ظاہر پرست علماء کے ہاتھوں نظامِ خلافت بازیچہ اطفال بنا ہوا ہے۔ اور باوجودیکہ خدائے ذوالجلال کے قہری نشانات بار بار رونما ہوئے پھر بھی دلچسپ حرکات کا سلسلہ جاری ہے۔ مثلاً امیر جماعت اسلامی پاکستان نے جنرل یحییٰ خان کو حضرت علیؓ کے بعد پانچواں خلیفہ بنایا۔ پھر جنرل ضیاء الحق کو امیر المومنین کے خطاب سے پکارا گیا۔ طالبان کی حکومت بنی تو دیوبندی علماء نے ان کے سر پر ڈیرہ اسماعیل خان کی سیاسی فیکٹری سے تیار شدہ تاجِ خلافت پہنا دیا۔ اسی طرح یہ تاج سعودی فرمانروا شاہ فیصل کے سر پر اور کبھی نواز شریف صاحب نے وزیر اعظم ہوتے ہوئے امیر المومنین بن کر خود اپنے سر پر سجانے کی کوشش کی۔ چند سال پہلے جماعت الدعوۃ پاکستان کے امیر حافظ محمد سعید صاحب نے یہ شوشہ چھوڑا کہ: ''امریکہ کی فوج کا سربراہ کہہ رہا ہے کہ اگر امریکہ عراق سے نکلا تو **خلافت** قائم ہو جائے گی۔''

(بحوالہ: اخبار دن 9 ستمبر 2005ء صفحہ 2)

مزید براں ایک پاکستانی کالم نویس جناب فضل حق صاحب کی یہ دلچسپ تحریر بھی قابلِ غور ہے کہ: ''جماعت، جمعیت، مجلسِ عمل پچھلے ساٹھ سال سے نظامِ مصطفیٰ کا ڈھول پیٹتے رہے ہیں۔ لیکن آج تک تین صفحوں کا خاکہ یا نقشہ نہیں لکھا، جس سے پتہ لگے کہ اسلامی معاشرے کو نظامِ مصطفیٰ میں ڈھالنے کے لئے ریاست کا آئین اور انتظامی ڈھانچہ کیا ہوگا۔ مجھے کئی بار ان اصحاب خیر سے یہ پوچھنے کی سعادت نصیب ہوئی کہ اپنا تیار کردہ کوئی منصوبہ، کوئی مسودہ عہدِ حاضر میں **خلافتی نظام** نافذ کرنے کا دکھائیے۔ ہر دفعہ جواب ملا: جب ہمیں حکومت ملے گی ہم نافذ کر دیں گے۔'' (بحوالہ: اخبار جنگ 8 ستمبر 2005ء صفحہ 11)

طب وصحت

قسط نمبر۔1

موٹاپا (Obesity): دورِحاضر کا ایک خطرناک چیلنج

﴿ظفر وقار کاہلوں﴾

غذا کے لحاظ سے ہماری یہ دُنیا دو انتہاؤں میں تقسیم نظر آتی ہے۔ایک طرف آبادی کی اکثریت بوجہ غربت، ناکافی اور غیر صحت مند خوراک کے سبب کمزوریٔ صحت اور مختلف بیماریوں سے دُکھی ہے تو دوسری طرف امیروں کی اکثریت زیادہ غذا کھانے کے سبب موٹاپے اور اس سے پیدا شدہ مختلف عوارض کی وجہ سے پریشان حال ہے۔غربا،کو لاحق امراض کیلئے درکار بنیادی ادویات تک میسر نہیں ہو پاتیں۔جبکہ امیر طبقہ اکثر و بیشتر بے جا طور پہ ادویات استعمال کر رہا ہوتا ہے۔

گذشتہ کچھ سالوں سے موٹاپے کو اکثر ممالک بالخصوص ترقی یافتہ ممالک میں ایک بڑے چیلنج کے طور پہ لیا جانے لگا ہے کیونکہ اس وجہ سے ملکی معیشت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔موٹاپے میں مبتلا لوگ حکومت پہ خاصا بڑا مالی بوجھ بنتے ہیں۔ایسے لوگ بیشتر صورتوں میں غریب اور متوسط طبقہ سے ہوتے ہیں جو میڈیکل اور دیگر اخراجات کیلئے حکومت پہ انحصار کر رہے ہوتے ہیں۔چونکہ موٹاپے میں مبتلا ہونے والوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے لہٰذا طبی عملہ اور ہسپتالوں میں اضافہ ناگزیر ہو جاتا ہے جس کیلئے کافی زیادہ مالی وسائل درکار ہوتے ہیں۔

تصویر کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ امیر اور متوسط طبقہ میں سے موٹاپے میں مبتلاء بیشتر افراد (بالخصوص خواتین) دُبلا پتلا اور دلکش (slim smart & attractive) ہونے کے جنون میں گرفتار ہو کر مضرِ صحت دواؤں کے ذریعے اپنا وزن کم کرنے کی کوشش میں جُت جاتے ہیں۔ایسے لوگ لاعلمی میں اپنی صحت کا بیڑا مزید غرق کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔کسی چیز کے ضائع ہونے کو نقصان سمجھا جاتا ہے مگر وزن میں کمی کو کمال فخر سے بتایا جاتا ہے کہ میں نے اتنے پونڈ یا اتنے کلوگرام ضائع (lose) کر لئے ہیں۔ایسے لوگ اپنی خوراک میں کمی اور ورزش سے نہ صرف موٹاپے سے متعلقہ مسائل حل کر سکتے ہیں بلکہ کی گئی بچت سے غرباء کی بھوک ختم کرنے کے جہاد میں بھی خاطر خواہ حصہ لے سکتے ہیں جس سے دونوں طبقوں کے مسائل حل ہونے میں مدد مل سکتی ہے۔

ایک حالیہ تحقیق کے مطابق صرف امریکہ میں ہر سال تقریباً ایک لاکھ سے زائد افراد زیادہ اور غیر صحت مند غذا کھا کر بالآخر موٹاپے کی وجہ سے موت کے منہ میں جا رہے ہیں اور ایک تہائی سے زائد امریکن موٹاپے میں مبتلاء ہیں۔دینِ فطرت اسلام کی تعلیمات جو زندگی کے ہر شعبہ میں درپیش تمام مسائل کے بہترین عملی حل پیش کرتی ہیں موٹاپے کے ضمن میں بھی بہترین لائحہ عمل مہیا کرتی ہیں۔پس غرباء اور حاجت مندوں کیلئے محبت و ایثار پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے کم خوری، کھانے میں سادگی اور فعّال طرزِ زندگی اختیار کیا جائے۔جبکہ یہ اصول حضرت مصلح موعودؓ کے مطالبات تحریک جدید میں شامل سادہ زندگی سے بھی تعلق رکھتا ہے۔

موٹاپا کیا ہے؟

غذا سے جسم کو توانائی ملتی ہے جبکہ روز مرّہ معمولات پہ جسم توانائی صرف کرتا ہے۔اگر غذا سے حاصل شدہ توانائی، خرچ کی جانے والی توانائی سے غیر مناسب حد تک زائد رہے تو اسکے اثرات موٹاپے کی صورت میں:

☆**بچوں** میں گول مٹول جسم، پھولے ہوئے گالوں،

☆**نوجوانوں** میں موٹی رانوں، بڑھے ہوئے پیٹ،

☆**درمیانی عمر** یعنی چالیس سال سے کچھ اوپر کے افراد میں بڑھے ہوئے پیٹ...... **اور**

ساٹھ سے اوپر یعنی بڑھاپے میں بڑھے ہوئے پیٹ کے علاوہ ڈھیلی لٹکتی جلد کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

ایسے بعض لوگوں کا پیٹ تو زیادہ ہوا بھرے غبارے کی طرح پھولا ہوتا ہے جس کے پنکچر ہونے کا ہر لحہ احتمال رہتا ہے........! طبی اصطلاح میں صحت مند معیار سے خطرناک حد تک زیادہ وزن کو موٹاپا کہا جاتا ہے۔

جسامت وزن کا اشاریہ (body mass index --BMI)

صحت مند نارمل معیار سے زیادہ وزن جانچنے کیلئے BMI پیمانہ استعمال کیا جاتا ہے، کلوگرام میں جسم کے وزن کو جسم کی میٹرز میں لمبائی کے مربعے پہ تقسیم کیا جاتا ہے یعنی weight in kg/height in m2۔ پونڈوں میں وزن اور فٹوں میں لمبائی سے بھی BMI معلوم کیا جا سکتا ہے۔

1۔ چربی سے بھرے جسم کو endomorph کہا جاتا ہے۔
2۔ مضبوط اور نمایاں پٹھوں والے کسرتی جسم کو mesomorph کہا جاتا ہے۔
3۔ پتلی جسامت اور جسم پہ زائد چربی نہ ہونے والے جسم کو ectomorph کہا جاتا ہے۔

غریب مُلکوں کی اکثریت کے جسم بوجہ غذائی قلّت کے تیسری قسم کے ہوتے ہیں۔ کھلاڑیوں، باڈی بلڈرز اور اچھی غذا کیساتھ جسمانی مشقّت کرنے والوں کے جسم دوسری قسم کے ہوتے ہیں۔ بسیار خور مگر ورزش سے پہلوتہی کرنے والوں کے جسم پہلی قسم کے ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کو دو ذیلی قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے:۔

سیب اور ناشپتی جیسی جسامت

(apple-shaped &pear-shaped body):

کمر کے سائز کو کولہوں کے سائز پہ تقسیم کرتے ہیں (waist size/hip size)۔ مردوں کیلئے 0.9 اور عورتوں کیلئے 0.8 یا کم تناسب ناشپتی جبکہ اس سے زیادہ سیب والی شکل گردانا جاتا ہے۔ ریسرچ کے مطابق سیب سے مشابہہ جسامت والوں کو ناشپاتی سے مشابہہ کی نسبت مختلف انواع واقسام کی بیماریاں لاحق ہونے کا احتمال کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔

موٹاپے کی چند اہم وجوہات

1۔ بسیار خوری (پیٹو پن): اکثر و بیشتر خوب پیٹ بھر کر کھانے کی عادت موٹاپے کی اصل اور بنیادی وجہ ہوا کرتی ہے۔ بچوں کو والدین کی کم علمی سے بچپن میں یہ عادت پڑ جائے تو بعد میں چھٹکارا مشکل ہو جاتا ہے۔ بچپن کے علاوہ جوانی اور بڑھاپے میں بھی اس خطرناک عادت میں مبتلاء ہونے کا احتمال رہتا ہے لہٰذا شیر خواری سے بڑھاپے تک ہمیشہ اس پہلو سے محتاط رہنا چاہئیے۔ صحت مند بچوں کی پیدائش کیلئے عورت مرد کا موٹاپے سے بچنا بھی ضروری ہے۔ بسیار خوری کی ایک قسم جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ پیٹ ٹھونس ٹھونس کر بھرنا ہے۔ جبکہ دوسری قسم تقریباً ہر وقت کچھ نہ کچھ کھاتے پیتے رہنے کی عادت ہے جس میں باقاعدہ کھانے کے علاوہ گاہے بگاہے کافی، چائے، بسکٹ، کیک، چپس، آئس کریم، سوڈا، جوس وغیرہ سے شوق فرمایا جاتا ہے۔ بچوں کا ٹافیاں وغیرہ کھاتے رہنا بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔ قرآنِ کریم دُنیا میں محو رہنے والے کفار کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ جانوروں کی طرح کھاتے ہیں۔ "ترجمہ: وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا عارضی فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ اس طرح کھاتے ہیں جیسے مویشی کھاتے ہیں۔" (سورہ محمد آیت 13)

2۔ زبان کا چسکا یا بطورِ فیشن کھانا: لذیذ فاسٹ فوڈز کھانوں کا موٹاپے میں بہت عمل دخل ہے، ان غذاؤں میں موجود غیر صحت مند اجزا اور اِن غذاؤں کا تواتر سے استعمال موٹاپے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ ایسے جنک فوڈز جیسے برگر، پیزا، چپس، فرنچ فرائیز، کافی، ٹم بٹس، مٹھائیوں، سموسوں، پکوڑوں، ٹھنڈے پیک شدہ مشروب، پراسسڈ اشیا اور سوڈا وغیرہ (tin-packed items) کا استعمال بوجہ ان کی لذّت کے زبان کے چسکے، بطورِ فیشن یا عادتاً بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔ ایسی چیزیں بآسانی میسر آجاتی ہیں۔ اسی طرح بیکری کی اشیا بھی اسی ذیل میں آتی ہیں۔ ان جملہ اشیا میں کیلوریز، نمک اور چینی کی مقدار خطرناک حد تک زیادہ ہوتی ہے جبکہ مفید نمکیات اور وٹامنز نہ ہونے کے برابر۔ **کئی فاسٹ فوڈ سنٹرز میں کام کرنے والے بتاتے ہیں کہ وہاں ایک ہی تیل میں آلو چپس، چکن، بیف، پورک (سؤر) وغیرہ تلے جاتے ہیں۔ جبکہ تیاری کے دوران بھی کسی حد تک یہ چیزیں آپس میں مل جاتی ہیں۔ لہٰذا ایک مسلمان کو تو بہر حال ایسی جگہوں سے کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔** ہفتے اتوار کو ہفتہ بھر کیلئے کھانے پینے کی جملہ اشیاً (grocery) کی خریداری کرنیوالوں میں موٹے افراد بالعموم ایسی اشیاً خریدتے ہیں جو لذّیذ مگر موٹاپا پیدا کرنیوالی ہوتی ہیں۔ جبکہ دبلے پتلے لوگ ایسی اشیاً خریدیں گے جو کم مزہ مگر موٹاپے سے دور رکھنے والی ہوں.........

3۔ دعوتوں پہ پُرتکلف کھانے: اکثر ایشین، رشین اور عرب خاندانوں میں ایک دوسرے کے ہاں آنے جانے پہ کھانے پینے میں تکلفات کی بھرمار کر دی جاتی ہے۔ کھانوں میں پائے، حلیم، کباب اور قسما قسم کے لوازمات پیش کر کے تاکید و تکرار سے بسیار خوری کا تقاضا کیا جاتا ہے کہ "یہ کھائیں، وہ کھائیں، آپ نے تو کچھ کھایا ہی نہیں، اور کھائیں.......!"۔ کھانے کی دعوتوں کے علاوہ چائے وغیرہ کے نام پہ جلیبی، مٹھائی، سموسوں، پکوڑوں، کیک، آئس کریم بسکٹ، کولا، جوس، لسّی، دہی بھلے، سوڈا، کافی وغیرہ سے بھی صحت کا ستیاناس کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جاتی۔ ایسے لوازمات میزبان پہ بیجا مالی بوجھ کے علاوہ شرکاء کو موٹاپا گروپ میں شامل کرنے کا مربوط نظام ہوتے ہیں کیونکہ یہ سب مہمان ایک کے بعد دوسرا، باری باری میزبان بنتے ہیں۔ کوئی اپنے پرانے وطن (country of origin) جا رہا ہو یا واپس آیا ہو تو دعوت، منگنی، شادی اور شادی کے بعد کی دعوتیں، بچوں کی پیدائش، بچوں کے عقیقے، آمین کی تقاریب، الغرض یہ لامتناہی سلسلہ ہر موسم میں جاری و

ساری رہتا ہے۔ ہمارے اس تجزیے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم ایسی دعوتوں کے مخالف ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ سلسلہ بُرا نہیں ہے بشرطیکہ تکلفات اور نمود و نمائش ختم کر دیں۔ غذا وغیرہ کی ثانوی اہمیت ہو اور کم مقدار میں سادہ صحت بخش خوراک بھوک رکھ کر کھائی جائے۔ بسا اوقات نمک مرچ کے بغیر سادہ فروٹ چاٹ اور بغیر چینی کے قہوہ جو صحت کیلئے مفید ہے پہ گذارہ کیا جا سکتا ہے یا کسی قدر خشک میوہ جات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ کسی تقریب وغیرہ پہ موٹے افراد کی غذا کے جائزہ سے معلوم ہو گا کہ بوجہ بسیار خوری اور نقصان دہ غذا کھانے کے وہ اپنی موجودہ خراب اور مستقبل کی خراب تر حالت کے خود ذمہ دار ہیں ....

4۔ آرام طلب اور سہل انگار طرزِ زندگی: کئی ممالک (خصوصاً عرب اور بعض ایشیائی ممالک) میں نواب وڈیرے اور امیر طبقہ اپنے روزمرّہ گھریلو کام کاج خود نہیں کرتا بلکہ ملازم رکھتا ہے۔ اِسی طرح بعض ممالک میں فوجی افسران وغیرہ کو بھی حکومت کی طرف سے گھریلو کاموں کیلئے خادم مہیا ہوتے ہیں۔ گھریلو ملازمین کا کلچر اکثر صورتوں میں غلامی کی ایک تبدیل شُدہ شکل ہوتا ہے۔ اِن ملازمین سے اکثر صورتوں میں ظالمانہ اور جانوروں سے بھی گھٹیا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ سب چھوٹے بڑے بلکہ بُرے کام تک اُن سے کئے اور کروائے جاتے ہیں۔ یوں ملازموں کا استحصال کرنے والے اخلاقی طور پہ حواس باختہ لوگ بوجہ جملہ جسمانی مشقت سے دور رہنے کے جلد یا بدیر موٹاپے میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح کئی ممالک کے کرپٹ پولیس اہلکار اور نکمے سرکاری ملازم بھی موٹاپے میں مبتلاء نظر آتے ہیں۔ اس سلسلے میں البتہ استثنا بھی ہوتے ہیں۔ بعض لوگ کسی معذوری یا مجبوری کیوجہ سے ملازم رکھنے پہ مجبور ہوتے ہیں اور ہر ممکن اُن سے مل کر کام کرتے اور اعلیٰ حسنِ سلوک اُن سے روا رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں پہ ملازم رکھنے کا اثر موٹاپے کی صورت میں نہیں پڑتا۔ احادیث میں مذکور ہے کہ رسول کریم ﷺ کو اپنے جملہ کام خود اپنے ہاتھ سے کرنا پسند تھا۔ یہ سنہری اصول اپنا کر سنتِ مبارکہ پہ عمل کے ثواب کیساتھ موٹاپے سے بھی بچا جا سکتا ہے۔

5۔ پریشانی، ذہنی دباؤ، بوریت: بڑے اور بچے عموماً مشکل صورتِ حال میں سکون و اطمینان حاصل کرنے کیلئے غذا کا سہارا لیتے ہیں۔ ناخوش اور ناراض انسان بالعموم خوش اور مطمئن انسان کے مقابلے میں زیادہ غذا کھاتا ہے۔ اسی طرح پریشانی کی کیفیت میں بار بار کافی، چائے، بسکٹ، آئس کریم، ٹافیاں، چپس وغیرہ کھانا بھی بسیار خوری پہ منتج ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں غذا زیادہ کھائی جاتی ہے مگر جسمانی مشقت اور ورزش نہیں کی جاتی اس وجہ سے موٹاپے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ کسی بھی وجہ سے احساسِ کمتری یا مایوسی وغیرہ کے احساسات میں گھرے رہنا بھی بالآخر موٹاپے پہ منتج ہوتا ہے۔ ایک تحقیق میں نو سے دس سال کے 1520 بچوں کا چار سال تک مطالعہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ احساسِ کمتری والے 19 فیصد موٹے بچے غمگین 48 فیصد بوریت کا شکار اور 21 فیصد نروس رہتے ہیں جبکہ نارمل بچوں میں یہ شرحیں نہایت کم تھیں۔

6۔ کھیل کود اور ورزش سے دور رہنا: کئی لوگ اپنی ملازمت اور دیگر ضروری اُمور تو احسن طور پہ انجام دے لیتے ہیں مگر جو باقی وقت بچے اُسے ٹی وی، انٹرنیٹ، تاش کھیلنے اور دیگر ایسی سرگرمیوں میں گذار دیتے ہیں۔ بعض لوگ تو اِن دیگر جملہ اُمور میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ اپنی روزانہ کی معمول کی نیند (7-8 گھنٹے) بھی پوری نہیں کر پاتے۔ ایسے لوگ بوجہ کم جسمانی ورزش کے موٹاپے کی گرفت میں آ جاتے ہیں۔ ہمارے جسم کو نارمل نیند کے علاوہ روزانہ ورزش کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جو والدین بچوں کو خود وقت دینے اور مثبت تفریحات، کھیلوں وغیرہ (outdoor physical activities) کی بجائے اُنہیں انٹرنیٹ، ٹی وی، ویڈیو کھیلوں میں محو رہنے دیتے ہیں اُنکے بچے موٹاپے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق روزانہ دو گھنٹے سے زائد ٹی وی دیکھنا موٹاپے کا باعث بن سکتا ہے پھر ٹی وی پہ غیر صحت مند کھانوں کی اشتہار بازی کی مہم بھی منفی کردار ادا کرتی ہے۔

7۔ مصروفیت کی بنا پہ موٹاپا پیدا کرنیوالی غذا کھانا: بعض میاں بیوی دونوں ایسی ملازمتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ اُن کے پاس کچی غذائیں خرید کر گھر میں کھانا پکانے کا وقت بہت کم بچتا ہے۔ اسی طرح بعض غیر شادی شدہ لوگ ہفتے میں ساتوں دن روزانہ بارہ گھنٹے یا اس سے بھی زائد کام کرتے ہیں۔ ایسے لوگ عموماً ملازمت پہ جاتے آتے یا دورانِ ملازمت کھانے کیلئے فاسٹ فوڈ سنٹر وغیرہ سے برگر اور سوڈا وغیرہ خرید کر گذارہ کر لیتے ہیں اور بوجہ ایسی غذاؤں کے کھانے کے بالآخر موٹاپے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ بعض شادی شدہ افراد کو باہر کا کھانا اس لئے کھانا پڑتا ہے کہ علی الصبح کام پر جانے والوں کیلئے بعض کی بیگمات کھانا تیار کر کے ساتھ دینے میں تن آسان واقع ہوتی ہیں!

8۔ موٹاپے میں مبتلا افراد کی صحبت: موٹاپے میں مبتلا لوگوں کی صحبت میں رہنے سے بھی موٹاپا لاحق ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ اہم وجوہات میں نہ

چاہتے ہوئے بھی اُن کی طرح کی موٹاپا پیدا کرنیوالی خوراک کھانا اور اُن کی طرح ورزش نہ کرنا، تن آسانی و سہل انگاری کی عادات پیدا ہوجانا شامل ہیں۔ایسے لوگوں کی صحبت میں رہنے سے موٹاپے کو مضر سمجھنے اور اسکے خلاف جہاد کرنے کی بجائے موٹاپے سے سمجھوتہ کرلیا جاتا ہے۔موٹے والدین کے بچوں کا موٹاپے کا شکار ہونے کا احتمال نارمل والدین کے بچوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔بعض تن آسان ماؤں کا بچہ خواہ کسی بھی وجہ سے رو رہا ہو وہ کچھ کھلا پلا کر خاموش کرانے کا گلیہ اپنا کر اُسے موٹاپے میں مبتلا کردیتی ہیں۔ایک تحقیق کے مطابق ایسے والدین جو کھانے پینے میں نرم اور لچکدار رویہ اپناتے ہیں اُنکے بچوں کا دوسرے والدین کے بچوں سے موٹاپے میں مبتلا ہونے کا امکان ساٹھ فیصد زیادہ ہوتا ہے۔

9۔نینداور کھانے پینے میں بے قاعدگی: کئی لوگ رات دیر سے سوتے اور صبح دیر سے جاگتے ہیں۔اُن کا صبح جلد نہ اُٹھ سکنا نہ صرف اُنہیں صبح کی سیر اور ورزش سے محروم رکھتا ہے بلکہ اُن کے کھانے کے اوقات بھی بے قاعدہ رہتے ہیں۔ ایک انسان اگر رات گئے تک ٹی وی، انٹرنیٹ، دوستوں کیساتھ تاش کھیلنے یا گپ شپ کی وجہ سے جاگتا رہے تو اس دوران گاہے بگاہے کھانے پینے کا سلسلہ بھی جاری رہےگا۔جو آبیل مجھے مار کے مصداق موٹاپے کو دعوت دینے والی حرکت ہوگی ۔صبح دیر سے اُٹھنے سے صحت کے متاثر ہونے کے علاوہ دُنیوی معاملات پہ منفی اثر پڑتا ہے۔ان نقصانات کے علاوہ نمازِ فجر کی بروقت ادائیگی سے محرومی، تلاوتِ قرآنِ کریم اور صبح کی سیر کی توفیق نہ ملنا ناقابلِ تلافی نقصانات ہیں۔

10:جسمانی عوارض اور ادویات کا ردِ عمل: مندرجہ بالا وجوہات کے علاوہ استثنائی صورتوں میں موٹاپا کسی جسمانی عارضہ کیوجہ سے بھی لاحق ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر جسم کے بعض گلینڈ (thyroid) نارمل کام نہ کر رہے ہوں تو غذا کا بیشتر حصہ جسم کی روزمرّہ ضروریات پہ کماحقہ صرف ہونے کی بجائے جمع ہوکر موٹاپے کی صورت اختیار کرسکتا ہے۔اس عمل (slow metabolism) یا کسی اور بیماری میں بعض دواؤں کے منفی اثر کی وجہ سے بھی موٹاپا لاحق ہوسکتا ہے۔ایسے لوگوں کو ڈاکٹر کی راہنمائی سے غذا میں کمی، دوا میں بھرپور احتیاط اور ممکنہ ورزش کرنی چاہیئے۔

موٹاپا سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔زبان کے وقتی چسکے، سُستی اور کاہلی یا مصروفیات کے سبب مستقل طور پہ موٹاپے میں مبتلا ہوجانا اِس زندگی کی جملہ مشکلات کے علاوہ اُخروی لحاظ سے بھی سراسر گھاٹے کا سوداہے۔موٹے افراد کماحقہ عبادات بجالانہیں پاتے۔خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کے کام جو دین کی روح وجان ہیں اُن میں فعّال حصہ لینا مشکل ہوجاتا ہے۔دوسرں کی مدد کرنا کجا اُنکی مدد کا محتاج بن کر زندگی کی بہاروں سے لطف اندوز ہونے کی بجائے روزمرہ امور کی انجام دہی وبالِ جان بن جاتی ہے۔

موٹاپے سے پیداشُدہ مسائل، بیماریوں اور علاج کے بارہ میں انشاءَ اللہ تعالیٰ اس مضمون کی اگلی اقساط میں ذکر ہوگا۔

روزانہ دو گھنٹے سے زائد ٹی وی دیکھنا بچوں کیلئے نقصان دہ ہے

سری لنکن نژاد کینیڈین سریش جواشیم نے مسلسل 69 گھنٹے اور 48 منٹ ٹی وی دیکھ کر گینز بک کے لئے نیا عالمی ریکارڈ قائم کیا ہے۔اس سے پہلے یہ ریکارڈ 50 گھنٹے ۷ منٹ پر محیط تھا۔اس اعزاز کے لئے گینز بک نے جو ضابطے مرتب کئے تھے اس کے تحت شریک کو ہر ایک گھنٹے کے بعد 5 منٹ اور آٹھ گھنٹے کے بعد 15 منٹ کا وقفہ دیا جاتا تھا تاہم اس کے علاوہ تمام تر وقت اپنی نگاہیں مسلسل ٹیلیویژن اسکرین پر جمائے رکھنے کا پابند کیا گیا تھا۔سریش جواشیم نے تو جو کچھ کیا وہ گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں اپنا نام شامل کرنے کے لئے کیا......لیکن مسلسل ٹی وی دیکھنا نہایت نقصان دہ ہے۔خصوصاً بچوں کا بہت زیادہ ٹی وی دیکھنا نہ صرف انہیں تعلیم سے دور کرتا ہے بلکہ ڈپریشن سے لے کر موٹاپے کی بیماری اور ہیجان انگیز رویے کی طرف مائل کردیتا ہے۔امریکن اکیڈمی آف پیڈریاٹک اور برطانیہ کے ماہرین کی تازہ ترین تحقیق کے مطابق بچوں کو روزانہ دو گھنٹے سے زائد ٹی وی یا انٹرنیٹ ہرگز نہ دیکھنے دیا جائے، والدین اپنے بچوں کو صحت مند رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں روزانہ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے ٹی وی دیکھنے تک محدود کریں۔ برطانوی ماہرین ٹریسا اورنج اور لوئیس فلین کے مطابق بچوں کا زیادہ ٹی وی دیکھنا اُن کو ٹھیک اسی طرح عادی بناتا ہے جیسے کوئی نشے کا عادی ہوجاتا ہے۔واشنگٹن یونیورسٹی کے مطالعہ کے مطابق ابتدائی عمر میں بچوں کا ٹی وی زیادہ دیکھنا ان کی توجہ مرکوز کرنے کی صلاحیت کو متاثر کرتا ہے۔

☆☆☆انصاراللہ کا سال☆☆☆

انصاراللہ کے سال کے بارہ میں یاد رہے کہ ہمارا سال یکم جنوری سے شروع ہوکر 31 دسمبر تک ہوتا ہے۔چندہ مجلس، چندہ اجتماع اور چندہ اشاعت انصار کی ادائیگی 31 دسمبر تک ہوجانی چاہیے۔ جزاکمُ اللہ تعالیٰ (خاکسار: سید منیر احمد شاہ ایڈیشنل قائد مال انصاراللہ کینیڈا)

ہلکی پھلکی گفتگو

خوامخواہ ٹورانٹوی کے قلم سے

سُخن فہمی ....

دوشاعر ایک مسجد کے قریب سے گزر رہے تھے جسکی محراب پر یہ شعر لکھا ہوا تھا۔

روزِ محشر کہ جان گداز بود ☆ اوّلیں پُرسش نماز بود

ایک نے دوسرے سے پوچھا: اِس شعر کا مطلب کیا ہے؟ اس اہم ترین اور جان لیوا سوال کا برجستہ جواب ایک راہگیر سے یہ ملا: ''یہی کہ قیامت کے روز سب سے پہلے یہ باز پُرس ہوگی کہ نماز کیوں پڑھی.....!!'' اِس سُخن فہمی پر دونوں شاعر متفق الرائے تھے اور ہم خیال شاعر و متشاعر نہ جانے کتنے ہوں گے۔ اقبال بھی تو کہتے ہیں ۔

کبھی قبلہ رو جو کھڑا ہوا تو حرم سے آنے لگی صدا ☆ تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

''سُخن فہمی'' پر مبنی مندرجہ بالا چٹکلا ذہن میں در آنے کی وجہ، سابقہ کرکٹر اور حال کے سیاستدان عمران خان کا امریکہ میں دیا گیا ایک بیان ہے۔ جسکی وضاحت عمران خان کی تحریکِ انصاف امریکہ کے ڈپٹی کوارڈینیٹر دبیر ترمذی اور اکرم مرزا کی طرف سے اردو اخبار ہفت روزہ پاکستان نیوز میں نظر سے گزری۔ عمران خان نے امریکہ میں اپنے حالیہ دورہ کے دوران امریکن یونیورسٹی میں خطاب اور اردو ہفت روزہ پاکستان پوسٹ کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں مذہبی لابی اسقدر طاقت پکڑ چکی ہے کہ انہوں نے بھٹو کو آئین میں ترمیم کرنے پر مجبور کر دیا۔ عمران کے اِس بیان کی پاکستان پوسٹ (31 جنوری تا 6 فروری 2008ء) نے اپنے پہلے صفحے کی لیڈ سٹوری (جلی سرخی) یہ لگائی کہ:

''قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ غلط تھا''

خبر کے متن میں عمران خان کے بیان کو جاری رکھتے ہوئے اخبار نے لکھا کہ بھٹو کے ان اقدامات کی وجہ سے ملک میں انتہا پسندی کو فروغ ملا۔ وغیرہ

مذکورہ بالا بیان کا اخبار میں چھپنا تھا کہ جیسے بِھڑوں کے چھتے میں کسی نے ہاتھ ڈال دیا ہو۔ عمران خان نے تو بیان دیکر امریکہ سے برطانیہ کی راہ لی۔ البتہ اپنے پیچھے بعض صحافتی و سیاسی موسیقاروں کو ''کچے پکے راگ'' الاپنے کی گہری ریاضت میں ڈال گئے۔ تحریکِ انصاف امریکہ کے متذکرہ بالا دو عہدیداروں نے اپنے مشترکہ بیان میں عمران کے بیانات کی تردید اور وضاحت اِن الفاظ میں کی کہ: ''عمران نے تو کہا تھا کہ بھٹو سے زیادہ بڑا اسلام کا چمپئین کون تھا جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا...'' (بحوالہ ہفت روزہ پاکستان نیوز، ٹورنٹو 31 جنوری تا 6 فروری صفحہ: اول)

اگرچہ خود عمران خان کی جانب سے اپنے مذکورہ بیانات کی تردید نظر سے نہیں گزری۔ البتہ دبیر ترمذی اور اکرم مرزا جیسے سُخن فہموں کی طرف سے عمران کے سیدھے سادے بیان کی ''سخن فہمی'' پر ایک اور چٹکلا یاد آ رہا ہے۔ ایک صحافی نے کسی سیاستدان وزیر سے پوچھا: ''پچھلے سالوں میں آپ نے کیا تعمیری کام کیا ہے؟'' تو وزیر صاحب قدرے بگڑ کر گویا ہوئے: ''آپ میرے ''**سالوں**'' کو بیچ میں مت لائیں۔ اور جہاں تک تعمیری کاموں کا تعلق ہے تو میں اب تک گلبرگ اور ڈیفینس میں دو کوٹھیاں بنا چکا ہوں۔ اور تیسری کوٹھی زیرِ تعمیر ہے.....!!''

سیاستدانوں یا ان کے ترجمانوں کی جانب سے ان کے میڈیا بیانات کی فی الفور تردیدیں بھی اکثر اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ چاہے وہ آڈیو/ ویڈیو پر ریکارڈ ہی کیوں نہ ہو چکی ہوں۔ ایک سچا واقعہ یاد آ رہا ہے جو غالباً 1976ء کا ہے۔ اُس وقت کے وزیر اعظم مسٹر بھٹو نے احمدیوں کی دوبارہ حمایت اور ووٹ حاصل کرنے کیلئے امامِ جماعت احمدیہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ اس ملاقات کا انتظام کر دیا گیا۔ دورانِ ملاقات، کمرے میں چاروں جانب جھانکتے ہوئے مسٹر بھٹو نے کہا کہ یہاں کوئی قرآنِ پاک میسر آ سکتا ہے؟ قرآنِ پاک مہیا کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو بھٹو نے امام جماعت سے کہا کہ میں قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھا سکتا ہوں کہ میں آپ کو مسلمان ہی سمجھتا ہوں۔ اِس پر امامِ جماعت نے مُسکرا کر جب بھٹو کو یہ کہا کہ ''میں یہ بات اخبارات میں شائع کروادوں.....؟!'' تو بھٹو کا فی الفور جواب تھا: ''میں اسکی فوراً تردید شائع کروادوں گا.....!''

سیاستدانوں کے سچے جھوٹے بیانات پر ایک اور چٹکلے کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ پاکستان میں کرسی کی خاطر دو بڑی حریف جماعتوں میں پنجہ آزمائی ہو رہی تھی۔ انتخابی مہم زوروں پر تھی۔ ایک امیدوار کے مینیجر نے فون پر کہا:

''سر! صبح لاڑکانہ پہنچو، وہاں آپکا حریف امیدوار آپ کے بارے میں **جھوٹی** باتیں بتا رہا ہے۔'' امیدوار نے اپنے مینیجر کو جواباً کہا: ''میں لاڑکانہ ضرور جاؤں گا لیکن اُس سے پہلے لاہور جانا چاہتا ہوں کیونکہ وہاں میرے بارے میں **سچ** اُگلا جا رہا ہے...!!''

جب سے بھٹو نے 1973ء کے آئین میں ترمیم کر کے احمدیوں کو

آئینی اور قانونی اغراض کیلئے ''ناٹ مسلم'' قرار دیا ہے۔ مختلف ملاؤں اور سیاستدانوں کی جانب سے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور سیاسی نقصان پہنچانے کیلئے ایک دوسرے پر'' قادیانی'' ہونے کا مشغلہ سب سے آزمودہ اور کارگر ثابت ہوتا نظر آتا ہے۔ احمدی لوگ تو اپنے عقیدے سے وفا کی خاطر ووٹ جیسے بنیادی شہری حق سے بھی دستبردار ہو جاتے ہیں۔ جبکہ جن سیاستدانوں پر'' قادیانی'' ہونے کا الزام دھرا جاتا ہے، وہ بیچارے اپنی سیاسی چوکڑی بھول کر تردیدیں اور وضاحتیں کرنے پر جت جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے مضبوط اعصاب کے مالک ومردِ آہن سمجھے جانیوالے مضبوط ترین فوجی ڈکٹیٹرز اور'' کمانڈو صدر'' تک، اِس نوعیت کے الزام پر سیاسی ملاؤں یعنی بلیک میلروں کے آستانوں پر جھکتے اور اُن سے اندر خانے'' مُک مکا'' کرتے ہوئے حلال گوشت سرٹیفکیٹوں کی طرح **''مسلمانی''** کے کلیئرنس سرٹیفکیٹس حاصل کرتے دکھائی دیتے ہیں..... اِس ضمن میں قارئین کی دلچسپی طبع کیلئے پاکستان کے ایک جریدے میں چھپنے والا دلچسپ آرٹیکل پیش ہے:۔

قادیانی ہونے کا الزام

'' قائداعظم محمد علی جناح نے احمدیوں (قادیانیوں) کو ملت پاکستان کا حصہ قرار دیا تھا۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنایا گیا۔ بعد ازاں احمدی (قادیانی) حضرات ملت پاکستان کی اکثریت کی ناپسندیدگی کا ٹارگٹ بن گئے۔

احمدی اور قادیانی کی بحث یوں ہے کہ ہمارے مولوی اور علماء حضرات انہیں قادیانی قرار دے چکے ہیں، جسے حکومت نے بھی تسلیم کر لیا تھا، جبکہ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ قادیانی نہیں احمدی ہیں۔ بہر حال ہم چونکہ علمی موضوع پر علمی بحث کر رہے ہیں لہٰذا اس نکتہ سے آگے بڑھتے ہیں کہ ہم انہیں پاکستان کی اکثریتی مسلمان آبادی کے حوالے سے قادیانی ہی لکھیں گے۔ ان کی آرگنائزیشن نہایت مضبوط تھی۔ ہر قادیانی اپنے خلیفہ صاحب کو آمدنی کا چھٹا حصہ بھیجتا تھا اور خلیفہ صاحب کو قادیانیوں کی اپنی خصوصی فقہ کے مطابق جو پیسے ملتے تھے وہ بیت المال میں جمع ہوتے تھے.....

چنانچہ قادیانیوں کے خلیفہ صاحب کے پاس دولت کی کوئی کمی نہ رہی اور روز بروز وہ اپنی وسیع تر سرمایہ کاری کی وجہ سے منظم تر ہوتے چلے گئے۔ سرمایہ کاری کی اس ریل پیل نے قادیانیت کو مسلمان علماء کے غیظ وغضب کا نشانہ بنا دیا۔

قادیانی حضرات نے پاکستان سے بیرون ملک نقل مکانی شروع کی تو وہاں جا کر انہوں نے اسلام کے نام پر قادیانیت کو مضبوط کرنا شروع کر دیا۔ دنیا کے بہت سے ملکوں بالخصوص افریقہ کے ممالک میں بے شمار لوگ جو مسلمان سمجھے جاتے ہیں، دراصل وہ قادیانی ہیں۔ کیونکہ قادیانی حضرات داڑھیاں رکھتے ہیں، نماز روزہ کے پابند ہیں اور ان کی عورتیں پردہ کرتی ہیں۔ جب تک وہ کسی کو نہ بتائیں سب انہیں مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ اسلام کی بیرون ملک مثال قائم کرنے میں قادیانیوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ان کی داڑھیاں اور ان کی بیویوں کے برقع اور چادریں ہی نہیں، لبرل اسلام سے ان کی دوری ہر غیر ملک کو یہ تاثر دیتی ہے کہ مسلمان ہیں، بلکہ بڑے کٹر مذہبی لوگ ہیں۔

پاکستان میں جب قادیانیت غیظ وغضب کا شکار ہوئی تو بعض مولوی اور علماء صاحبان نے بعض ناپسندیدہ لوگوں پر بھی قادیانی ہونے کا الزام لگانا شروع کر دیا۔ روزنامہ ''امروز'' 29 جولائی 1970ء میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو وضاحت کرنا پڑی کہ میں نے قادیانیوں سے کوئی خفیہ سمجھوتہ نہیں کیا۔

17 نومبر 1983ء کے روزنامہ ''جنگ'' اور روزنامہ ''نوائے وقت'' میں ضیاء الحق کو یہ کہنا پڑا کہ ان کے بارے میں یہ الزام ہے کہ وہ قادیانی ہیں، شرانگیز پروپیگنڈا ہے۔ اور یہ الزام کہ وہ قادیانی ہیں جمعیت علماء اسلام کے کچھ لوگوں کا ہاتھ ہے۔ 19/ اکتوبر 1993ء کو روزنامہ پاکستان میں منظور وٹو پر، جب وہ وزیر اعلیٰ نامزد ہوئے یہ الزام لگا کہ وہ قادیانی ہیں۔ منظور وٹو نے سپاہ صحابہ کو ایک خط لکھا اور عقیدے کی وضاحت کی جو سپاہ صحابہ کے ترجمان کی جانب سے اخبارات میں شائع ہوئی۔

انسانی حقوق کمیشن کی عاصمہ جہانگیر صاحبہ پر بھی قادیانی ہونے کا الزام لگایا گیا۔ 19 مارچ 1997ء میں روزنامہ ''خبریں'' نے ان کی وضاحت شائع کی کہ وہ قادیانی نہیں ہیں۔ لیکن ان کے شوہر کے بارے میں پھر بھی یہ کہا گیا کہ وہ لاہوری مرزائی ہیں۔ جنرل پرویز مشرف پر بھی قادیانی ہونے کا الزام لگایا گیا۔ روزنامہ ''پاکستان کے 21 نومبر 2000ء کے شمارے میں کلثوم نواز شریف کا بیان شائع ہوا کہ قادیانی انقلاب ربوہ کی ہدایات پر عمل کرنے میں ناکام ہو گیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نواز شریف کی طرف سے ایک خطیر رقم بعض عناصر کو دی گئی کہ وہ جنرل پرویز مشرف پر قادیانی ہونے کا الزام لگائیں۔ جنرل پرویز مشرف کی طرف سے وضاحت جاری ہوئی کہ مجھ پر قادیانی ہونے کے جھوٹے الزام لگانے سے لوگوں کو گریز کرنا چاہئے۔ نصیر اللہ بابر اور معین قریشی پر بھی

قادیانی ہونے کے الزامات لگائے گئے تھے.....اور اب جب سے شوکت عزیز صاحب وزیراعظم نامزد ہوئے، تو ان پر بھی قادیانی ہونے کا الزام لگا دیا گیا ہے، جس کی وہ متعدد بار وضاحت کر چکے ہیں کہ غلط ہے۔ پھر یہ کہا گیا کہ قصور کے رہنے والے میاں عبدالعزیز قادیانی کے بیٹے شوکت ہیں۔ اس پر شوکت عزیز صاحب نے کہا کہ ان کے والد کراچی ریڈیو میں انجینئر تھے اور وہ کبھی قصور میں نہیں رہے۔ پھر ''جنگ'' میں گزشتہ ماہ ارشاد حقانی صاحب نے مضمون لکھا کہ قصور والے شوکت عزیز اور ہیں اور انکا کوئی تعلق وزیرخزانہ شوکت عزیز سے نہیں ہے۔

اس سے قبل اسلامی نظریاتی کونسل میں جب خالد مسعود صاحب کی نامزدگی ہوئی تو انہیں بھی قادیانی قرار دیا گیا۔ خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مذہب کے نام پر جھوٹی الزام تراشیوں کا سلسلہ بند کیا جائے۔ مذہب کے نام پر بلیک میلنگ سنگین جرم ہونا چاہئے۔ افسوس کی بات ہے کہ توہین رسالت کے جرم میں یہ بات شامل نہیں کی گئی کہ کسی مسلمان کو غیر مسلم کہنا بھی توہین رسالت کے ذیل میں جرم قرار دیا جانا چاہئے'' (بحوالہ: سالانہ جنتری 2006ء۔ مرتبہ: فخر الحق شمس)

مندرجہ بالا آرٹیکل میں احمدیوں کے کردار کو ایک حقیقی باعمل مسلمان کا کردار تسلیم کیا گیا ہے۔ اب ایک عام مسلمان کے ذہن میں یہ سوال اُٹھ سکتا ہے کہ جب ایک طرف علماءِ کرام نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے (99) علامات کفر کی ہوں اور صرف ایک علامت اسلام کی ہو تو اسے بھی مسلمان سمجھا جائے۔ صرف یہی نہیں بلکہ عصرِ حاضر کے ایک بہت بڑے عالم اور دیوبندی مسلک کے ''حکیم الامت'' مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے تو ایک موقع پر فرمایا:

''حدیث میں [جس کے الفاظ یہ ہیں: من صلّی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الخ۔ جس کا ترجمہ مولانا مودودی صاحب نے یہ کیا ہے کہ ''جس نے وہ نماز ادا کی جو ہم کرتے ہیں، اس قبلہ کی طرف رُخ کیا جسکی طرف ہم کرتے ہیں اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے۔ جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمّہ ہے۔ پس تم اللہ کے دیئے ہوئے ذمّے میں اسکے ساتھ دغا بازی نہ کرو'' (''دستوری سفارشات پر تنقید'' صفحہ 14،15)] اکل ذبیحتنا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذبیحہ جو مخصوص ہو اہلِ اسلام کیساتھ، اس کا کھانا بھی شعائر اللہ میں داخل ہے۔ نیز ایک لطیف اشارہ ہے اس طرف کہ **آئندہ ایک زمانہ میں بعض لوگ نمازیں نہیں پڑھیں گے صرف گوشت کھانے سے مسلمان ہوں گے۔ ان کے اسلام کی صرف یہی علامت ہوگی!** ورنہ صلّی صلوتنا کے بعد اسکی کیا ضرورت تھی۔ غرض ایسوں کو بھی حقیر نہ سمجھئے۔''

(''الاضافات الیومیہ من الافادات القومیہ'' حصہ اول۔ صفحہ: 230 ملفوظ نمبر 322)

محض حلال گوشت کھا کر مسلمان کہلوانے کے حوالہ سے ایک واقعہ یاد آ گیا جو ٹورنٹو کے ایک پرانے قلمکار نے اپنے جریدے میں لکھا تھا۔ کافی مدت پہلے کا واقعہ ہے جب ٹورنٹو میں پاکستانی مسلمان خال خال ہوا کرتے تھے۔ وہ قلمکار لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک پاکستانی نوجوان رات گئے ایک نائٹ کلب سے شراب کے نشے میں دُھت کسی گوری لڑکی کا سہارا لئے، لڑکھڑاتے ڈگمگاتے قدموں کے ساتھ قریب کے ایک ریسٹوران میں پہنچا۔ اور کاؤنٹر سے دریافت کرنے لگا: ''یہاں **حلال** گوشت والا کھانا ملے گا.....؟!''

مسلمان کی مندرجہ بالا تعریف اور احمدیوں کے کردار کو دیکھ کر دوسری طرف یہ سوال بھی جنم لیتا ہے کہ پھر مولوی حضرات بالخصوص مجلسِ احرار (قیامِ پاکستان کے بعد احرار کا نیا نام ''مجلس تحفظِ ختمِ نبوت'') کے مولویان احمدیوں کے اتنے مخالف اور سیاستدانوں پر ''قادیانی'' ہونے کا الزام کیوں لگاتے آ رہے ہیں؟ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ مسئلہ ختمِ نبوت ان بیچاروں کی روزی روٹی کا اہم ذریعہ ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں مجلس احرار کے ایک سابق جنرل سیکرٹری سیفی کاشمیری کا حلفیہ بیان بطور ثبوت پیش ہے جو مولانا ظفر علی خاں کے اخبار زمیندار میں شائع ہوا۔ سیفی کاشمیری کہتے ہیں:۔

''.....میں خدائے واحد لاشریک کی قسم کھا کر جسکی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے، قطعی اور یقینی طور پر کہتا ہوں کہ مجلس احرار کی مرزائیت یا قادیانیت کے خلاف تمام تر جدوجہد اور قادیانیت کے خلاف یہ سب پراپیگنڈہ محض مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے اور کونسل کی ممبری کیلئے ان سے ووٹ حاصل کرنے کیلئے ہے.....میں نے خود احرار کے بڑے بڑے لیڈروں کو بارہا یہ کہتے سنا کہ حصولِ مقصد کیلئے قادیانیوں کے خلاف پراپیگنڈہ ایک ایسا ہتھیار ہمارے ہاتھ میں ہے جس سے ہم تمام مخالفتوں کو دور کر سکتے ہیں اور ہر قسم کی مالی یا انتخابی مشکل اس سے حل ہو سکتی ہے۔'' (اخبار زمیندار لاہور۔ 28 اگست 1936ء)

راقم جس وقت یہ کالم ختم کر رہا تھا تو ایسے میں اکبرالہ آبادی مرحوم اپنے اس شعر کے ساتھ بے اختیار یاد آئے۔

مسلمان تو وہ ہیں جو ہیں مسلمان علمِ باری میں ☆ کروڑوں یوں تو ہیں لکھے ہوئے مردم شماری میں

آمدن، خرچ، بچت اور گھر کا بجٹ

بجٹ صرف حکومت ہی کا نہیں ہوا کرتا ہر چھوٹے بڑے سرکاری و نجی ادارے بلکہ ہر فرد کا بھی ہوتا ہے۔ اگر آپ اپنا بجٹ بنا کر چلیں گے تو آپ کو نہ صرف قرض سے نجات مل جائے گی بلکہ آپ روزانہ کی بہت سی الجھنوں سے بھی بچ جائیں گے۔ ذیل میں ہم بجٹ بنانے کے چند اہم عملی مشورے درج کر رہے ہیں۔

اپنے بجٹ پر ابتداء میں ہر ماہ نظرِ ثانی کیجئے۔ اور اگر وقت نہ ملے تو کم از کم اپنے بجٹ کو ہر تین ماہ ضرور دیکھئے۔ بعد ازاں بجٹ بنانا آسان ہو جائے تو ہر سال میں ایک مرتبہ ضرور اپنے بجٹ پر نظرِ ثانی کیجئے۔ اپنی آمدنی میں سے سب کچھ خرچ نہ کیجئے، بلکہ بچت کی عادت ڈالئے۔

1۔ اپنی تمام سالانہ آمدنی کا حساب لگائیے کہ کتنی بنتی ہے۔

2۔ اپنے اخراجات کا تخمینہ لگائیے۔ ان اخراجات کو دو حصوں میں تقسیم کیجئے۔ (الف) لگے بندھے اخراجات (ب) بدلتے اخراجات۔

3۔ سال بھر میں لگے بندھے اور بدلتے اخراجات کے کل حاصلِ اعداد کو جمع کر لیجئے۔ اگر حاصل ہونے والا عدد آپ کی کل سالانہ آمدنی سے چھوٹا یا کم ہے تو مبارک ہو، آپ اپنی چادر میں ہیں۔ اگر بڑا ہے تو اخراجات پر نظرِ ثانی کیجئے، اور انہیں کم کرنے کی کوشش کریں۔

ماہانہ بجٹ

آمدنی

کل تنخواہ	........ڈالر
بونس	........ڈالر
سرٹیفکیٹس	........ڈالر
دیگر	........ڈالر
کل آمدنی	........ڈالر

اخراجات

بڑے بڑے لگے بندھے اخراجات

پراپرٹی ٹیکس	........ڈالر
ڈرائیونگ لائسنس	........ڈالر
ٹیوشن/اسکول فیس	........ڈالر
کار انشورنس	........ڈالر
دوائیں/معالج	........ڈالر
گھر کا کرایہ/مورگیج	........ڈالر
بس کا کرایہ	........ڈالر
دیگر اخراجات	........ڈالر
لگے بندھے کل اخراجات	........ڈالر

بڑے بڑے بدلتے ہوئے اخراجات

گروسری	........ڈالر
گھر کی مرمت وغیرہ	........ڈالر
فرنیچر	........ڈالر
ادویات	........ڈالر
کپڑے	........ڈالر
کار (مرمت، گیس وغیرہ)	........ڈالر
گیس کا بل	........ڈالر
فون کا بل	........ڈالر
ہائڈرو کا بل	........ڈالر
تحفے تحائف/تقریبات/ملنا ملانا	........ڈالر
بدلتے ہوئے کل اخراجات	........ڈالر

کل اخراجات میں لگے بندھے اور بدلتے ہوئے، دونوں طرح کے اخراجات کی کل رقم جمع کر لیجئے)

خلاصہ

کل آمدنی میں سے کل اخراجات کو منفی کیجئے اور جو رقم بچے اسے کسی جگہ (بینک اکاؤنٹ وغیرہ) میں سنبھال کر رکھ دیجئے۔

(ماخوذ از: ''گلوبل سائنس'')

2006 when the Saudi authorities embarked upon a nationwide campaign to arrest and deport Ahmadis for no reason other than their faith.

Sarah Leah Whitson, the Middle East Director at Human Rights Watch said:

"The Saudi Government's persecution of Ahmadis on the basis of their faith is turning Saudi Arabia into a byword for religious intolerance." [ii]

It is hoped that the Saudi authorities bring an end to the overt and covert persecution of the Ahmadiyya Muslim Community and allow peoples of all faiths to co-exist peacefully as per the true teachings of Islam.

End of Release

Further Information:
Abid Khan
Press Secretary Ahmadiyya Muslim Community (UK) (07795460318)

i Yemen Times 19 March 2008
ii http://www.hrw.org/english/docs/2007/01/24/saudia15180.htm

In the Name of Allah, Most Gracious, Ever Merciful

International Press and Media Desk
AHMADIYYA MUSLIM COMMUNITY
22 Deer Park, London, SW19 3TL
Tel / Fax (44) 020 8544 7613 Mobile (44) 07795460318
Email: press@ahmadiyya.org.uk
Web: Alislam.org

24 March 2008

PRESS RELEASE
SAUDI PERSECUTION OF AHMADIYYA MUSLIM COMMUNITY CONTINUES

A recent report highlighted the continued persecution of the Ahmadiyya Muslim Community in Saudi Arabia.i The report stated that the Saudi Government was trying to modernise its Education System by issuing new school textbooks, however these continued to describe members of the Ahmadiyya Muslim Community as *'heretical'*. Thus the systematic and institutionalised persecution continues.

It is most unfortunate that the Saudi Government, which calls itself an Islamic Government, in fact acts in the most un-Islamic way. The Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) himself taught that no one had the right to call another person a non-Muslim if that person counted himself as such. And yet in their most basic literature the Saudi Government contravene this fundamental teaching by virtue of its policy of religious exclusion.

Abid Khan, the Press Secretary of the Ahmadiyya Muslim Community said:

"It is very disappointing that the Saudi authorities continue to class the Ahmadiyya Muslim Community as heretical. The Ahmadiyya Muslim Community is the only sect of Islam which can truthfully lay claim to practising and preaching the true message of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) which was one of peace, inclusion and forbearance."

Ahmadi Muslims have continued to suffer great persecution in Saudi Arabia for many years. This persecution intensified in late 2005 and early

10. Ansar should be appointed to teach the Holy Qur'an in different Majalis.
11. An on-going and continuous contact of 'Amila members should be established with Jama'at members.
12. Physical activities should be increased and improved to keep youth busy in healthy activities instead of watching TV or playing video games.
13. There should be a minimum standard of dress code for boys and girls.
14. Quality programs at local level should be held more frequently where participation of youth be encouraged and recognized.
15. A follow-up for members not attending Jama'at programs must be done to identify the problem.
16. Awareness about Islamic teachings should be created in regard to Marriages.
17. Parents should monitor the company of their children. They should invite friends of their children to their homes and sit with them to observe their moral character.
18. Children should be provided frequent opportunities to spend more time in the company of righteous members of Family/ Jama'at.
19. Etiquettes of Mosque should be taught.
20. Ahmadi teachers (if available) should be consulted in case of any complaint from school.
21. We should try that our children excel in academic performance even if it requires tutoring. This will facilitate our children to move in a better circle and automatically avoid the problematic circle where bad deeds are more common.
22. Parents must be aware of the whereabouts of their children and restrict them to come home in time.
23. Guide and advice children to offer Fajr prayer and recitation of the Holy Qur'an before going to school.
24. Parents should treat all their children equally. Double standard for boys or girls, younger or older should be discouraged.

All members of subcommittee were in favour of these recommendations. No member reserved the right to speak against the recommendations.

Proposal No. 3: Budget:
The submitted budget was approved with the recommendations of the subcommittee.

All above recommendations were forwarded to Hadur Anwar (aa).

Recommendations of Subcommittees:

Subcommittee deliberated and pondered on the instructions of Hadur Anwar (aa) and following are the submissions / recommendations of the subcommittee.

Identification of Issues / Problems:

- Bad habit of Smoking, Drinking, Drugs etc.
- Dating
- Company / Influence of bad youth
- Broken Marriages

Causes of Penetration of these Evils in our Homes.

- Lack of supervision of siblings by parents
- Lack of offering of Regular daily prayers and recitation of Holy Qur'an
- Lack of respect for jama'at's organizational structure by parents
- Lack of participation in Jama'at programs by parents
- Use of unsupervised / unmonitored Internet and TV
- Reluctance of parents to advise their children for offering daily prayers and participation in Jama'at programs.

To remedy these problems, subcommittee recommended the following:

1. Parents should continuously pray for their children.
2. A standing committee to prepare a guidebook for parents and youth of different groups should be organized. This committee should consist of Doctors, Psychiatrists and Education experts/ teachers. Parent's guidebook should contain do's and don'ts for their children and youth guidebook would address their problems and a solution for that.
3. Hudur-e-Anwar (aa)'s letter about Tarbiyat matter must be repeatedly read at each household and each family should ponder over that.
4. Parents should be encouraged to read the book Tarbiyyat-e- Aulad and Minhaj-ut-Talibeen and other swaneh books of jama'at to seek guidance.
5. Marriages of youth should be contracted at appropriate time.
6. Computer and Internet facilities must be placed in an open are of the house and not behind closed doors. Appropriate monitoring should be in place.
7. All family members should listen to Hudur (aa)'s Friday sermons and a local level monitoring should be in place.
8. Training sessions from youth at central level should be provided to create awareness and dangers of bad habits like smoking, drugs etc.
9. Make member regular in Chanda paying.

God is under discussion on various press & media; we should also participate there to present our point of view.
We should start Tabligh from our neighbors by being very nice to them and helping them whenever they need. When we will have good relations with then our message will be more effective
Print and distribute effective literature, pamphlets, stickers, bookmarks etc. on Unity of God. More literature is needed in French, Persian, Arabic and other languages.
Our Tabligh must focus on unity of God as mentioned in the proposal.
Majlis Ansarullah will prepare implementation plan at the approval of above recommendation by Hazrat Khalifatul Messiah (aa)

Proposal No. 2: Tarbiyyat:

Please find below the extract from the message of Hadrat Khalifatul Massih V[aa] where he had addressed the members of Jama'at Ahmadiyyat Canada at our Jalsa Salana 2007. Hadur Anwar[aa] has given very important instructions to our Jama'at. As a member of Majlis Ansarullah it is our prime duty to act upon these instructions. Majlis-e Shura is requested to carefully read and discuss the letter of Hadur Anwar[aa] and recommend a plan for an effective implementation of Hadur Anwar[aa] instructions.

"I would also like to point out an issue in relation to Tarbiyyat matters. I have received some complaints that certain practices are finding way into the conduct of our young people—this includes young males as well as females, although young males significantly outnumber the relatively sporadic incidence among young females. There is a pressing need to lay out Tarbiyyat-oriented programs to save the youth from these ills and evils. But, we cannot reap significant benefits from such Tarbiyyat-oriented programs until and unless every family and its family-head and all members of the Jama'at do not come together and cooperate with the organizational structure of the Jama'at in implementing these programs. Thus, you must direct your efforts in this direction as well so that, along with adhering to the traditions of the Jama'at,

We may also achieve higher spiritual standards. And so that, in this part of the world, we may march ahead in the field of Tabligh through our virtuous and commendable personal examples, in order to receive further blessings of Allah the Exalted. As I have always said: Until your personal examples are good, your children will not turn out to be exemplary progeny, and until then the outcome of your Tabligh efforts would not be the same as that of one who adheres to the pathways of God-conscious uprightness (Taqwa)
(National Majlis `Amila)

Therefore, Majlis Shura is **requested to discuss** and suggest the effective ways of Tabligh by considering **"Unity of** God" as a base of our Tabligh. (National Majlis `Amla)

Recommendations of Subcommittees:

The following recommendations were given by the members of the Subcommittee:
First of all we should become a role model for others in our society then our Tabligh will be effective and successful therefore Majlis Ansarullah should concentrate on Tarbiyyat of our members and at the same time motivate and prepare them for Tabligh.
We must continuously pray to Almighty Allah for his guidance and help. We should also write letters to Hadur Anwar requesting his prayers for our success.
Unity of God must also be discussed in our own meetings to elevate our own spiritual status. Then our preaching will have better effect on others. The best guide lines for Da'ee illalah are available in the teachings of Holy Qur'an, the Holy Prophet (sa), Promised Messiah (as) and speeches of Khulfa-e-Ahmadiyyat. A series of speeches/Sermons of Hazrat khalifatul Massih IV (ra) which he delivered on the subject of Tabligh in 1991 & 1992 are also a great source of guidelines for all Da'eyan. Every Majlis should ensure to acquire such material and distribute to every Nasir. Moreover every Majlis should motivate, assist and help their members to follow these guidelines as well as the guide lines given in Tabligh La`e Amal of Majlis Ansarullah.
Every Nasir should be motivated to become Da'ee illalah. We should also involve our all family members to actively participate and help us in Tabligh activities.
All Majalis must update the list of Da'eyan illalah and form groups for Tabligh. There should be regular follow up, check and reminders to every Da'ee illalah. Their report should be recorded regularly. Establish book stalls, arrange question / answer session, group discussions, and interfaith symposiums. All Tabligh tool should be utilized to accomplish this goal. Tabligh discussions and interfaith symposiums can easily be arranged through United Church; therefore we must utilize this platform for spreading our message on oneness of God.
We must plan Tabligh activities with wisdom considering the problems of the society, for example solution of environmental, financial and other kind of problems should be presented to the society from the word of God the Holy Qur'an.
Before planning Tabligh activities we should also consider the belief, traditions, language, etc of the Tabligh contact.
Press and Media should be utilized more effectively to propagate the Unity of God. We have lot of material on unity of God which should be utilized to present beautiful teachings of Islam on unity of God. Already subject of

After these Implementation reports the Secretary Sahib Shura read out the Shura Proposals and the sub committees were formed.
The session came to end with the silent prayer and then the dinner was served in honor of Shura members. National Majlis Amila Canada, Local Presidents of GTA Jama`at and some other members of different Jama`ats were also invited to this dinner.

Sub Committees met after the dinner from 10:30PM to 12:30AM.

Second Session September 08th, 8:30 - 11:00 PM

The meeting was presided by Na`ib Amir II Khalifa Abdul Aziz Sahib. The meeting started with the recitation of the Holy Qur'an presented by Chaudhary Abdul Bari Sahib.
After the recitation of the Holy Qur'an, Khalifa Sahib led the silent prayer followed by Election of Sadr Majlis and Na'ib Sadr Saf Doom.

ELECTION OF SADR AND NA`IB SADR SAF DOOM

Malik Kaleem Ahmad Sahib Sadr Majlis read out the rules and regulations regarding election. Khalifa Abdul Aziz Sahib presided the election session. The report of the Election was submitted to Hadur Anwar (aa) through Amir Sahib Jama'at Ahmadiyya, Canada.

The following Shura report was also submitted to Hadur Anwar (aa). Sadr Sahib Majlis Ansarullah has received a letter from Hadrat Khalifatul Massih V (aa) and the translation of this letter is also published here.

Report Majlis Shura, Majlis Ansarullah, Canada
September 8th & 10th, 2007

Proposal No. 1: Tabligh:

We are fortunate as Insha Allah we will be celebrating centenary of Khilafat Ahmadiyya in the year 2008. At this event the best way to thank Almighty Allah would be by calling the world towards Allah. The unity of God is a focal point of Islam as well as most of other religions; therefore discussion on God draws better attention of majority from all religions including atheists. By the grace of Almighty Allah when we will succeed in drawing the attention of people on this subject then Insha-Allah-T`ala Tabligh of Islam Ahmadiyyat will automatically pick up the momentum, because our call towards Allah is based on the teachings of the Holy Prophet, the Holy Qur'an and the teachings of Promised Messiah.

syllabus and test papers portion of the books of the Promised Messiah (as) should stay as it is.

2. The general knowledge of the test paper, which is question number 4 should be replaced by the question on contemporary issues and questions from the Friday sermons of Hudur Anwar. The question should have reference to Friday sermon by the date. The questions on contemporary issues should have reference of related literature.

The above recommendation has been implemented by the grace of Almighty Allah.

Implementation Report Department of Ithar

Proposal:
It is observed that sometimes people in our Jama`at & community who are suffering from sickness or are in need are not being taken care of, nor being contacted in time & appropriately. This is our prime responsibility; to facilitate members of community, especially Ansar for their employment, general health and to utilize their experience for the benefit of community.

Therefore Majlis Shura is requested to ponder over and propose that how Majlis Ansarullah can effectively take part to benefit the community.

(National Majlis `Amila)

Implementation:
As per recommendations of Shura 2006 for department of Ithar following steps have been taken:
Zu`ama have contacted

A) Formation of Ithar Committees.

B) As per Shura recommendations we have requested all the Zu`ama for implementation of the given plan. Although general Ithar work is continuously taken place in Majalis, but we did not receive the detailed reports from Zu`ama.

C) Work is in progress for getting a toll free number to be used as a help line for members.

Increase in Budget 2006

The Qa`id Sahib Mal informed the Majlis that there is no increase in the budget for 2008.

numbers and think of where they stand, and try to improve their attendance.

The Promised Messiah (as) has warned us and told us that those who do not review his books at least three times become arrogant. On the topic of the quarterly examination, he further advised us to excel in Divine knowledge. His purpose was to ensure that the people of his Jama`at deeply study and learn the verses of the Holy Qu'ran, the sayings of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), and his own books. This would ensure that the people of his Jama`at have a good perception of all of the above. If any opponent raises any objections, they would be in a position to provide a satisfactory response. Once a proposal was made to take the examination, it was necessary that an exam be arranged. (Malfoozat VI.V P.211-212). Further Hudur stated that in the end of December an examination was proposed for the people. People may not consider it (exam) an ordinary one. It is very great. People have to prepare especially for this. (Zikre Habib P.288 by Hadrat Mufti Muhammad Sadiq (ra).

If we are the true followers of the Promised Messiah (as), it is obligatory for us to listen to his advice and show complete obedience, so that we may be able to get the blessings of Allah and His messenger. Therefore, I very humbly request you all to make the habit of reading the books of the Promised Messiah obligatory on your part. May Allah help us all to do so.

With regards to the implementation of recommendations of sub-committee about Proposal No.2 ie Isha`at Proposal, this title actually does not relate to Isha`at, it directly relates to the Department of Ta`lim, as you will see in the recommendations of the sub-committee. I quote the proposal and the recommendations for your information

PROPOSAL: The participation in the quarterly examination arranged by Qiadat Ta`lim and their quality has stressed a need to enhance the knowledge and to promote the reading of the books of Hadrat Promised Messiah (as). It is heard very often that material is not available or the teachers are not available.

Therefore, Majlis Shura is requested to ponder and device a system under the qiadat Isha`at and Ta`lim to ponder and advise that how we can promote the publications specially reading the books of the Promised Messiah (a.s.) to acquire the desired results. (National Majlis `Amila) The recommendations by the Isha`at Subcommittee on Proposal No.2 are summarized as follows:

1. The sub-committee recommended that the syllabus portion and the examination deals with the Holy Qur'an should stay as it is. So is the

In most of the Majalis, at least two classes were arranged to teach the Khilafat Jubilee Prayers and to help the members memorize them.
In those Majalis where the facility of congregational prayers is available, Khalafat Jubilee prayers are being revised during intervals.
Ansar brothers are frequently reminded and encouraged to act upon the Khalafat Jubilee Scheme. In some Majalis they are reminded before the day of Fasting begins.
Pocket-size cards containing the Khilafat Jubilee Prayers/Program have been provided to some Ansar brothers.
A CD containing Khalafat Jubilee Prayers has been prepared and is being distributed amongst the Shura members. Zu`ama are requested to make more copies of it and distribute it to those members who need it.
Hadur Anwar's(aa) speech from the last day of Jalsa Salana UK 2007, in which he encouraged the members of the Jama'at to act upon the Scheme and mentioned the blessings of reciting the Khalafat Jubilee Prayers, is being published in the upcoming issue of Nahno Ansarullah.

Implementation Report Department of Ta'lim:

Proposal:

The participation in the quarterly examination arranged by Qiyadat Ta'lim and their quality has stressed a need to enhance the knowledge & to promote the reading of books of Hadrat Promised Messiah (as). It is heard very often that material is not available or teachers are not available.

Therefore, Majlis Shura was requested to devise a system under Qiyadat Isha`at and Ta'lim to promote the publications, especially the books of the Promised Messiah (a.s). (National Majlis `Amila)

Implementation:

The following are my brief thoughts, as Qa`id Ta`lim, concerning the Quarterly Examination and the implementation of the Recommendation of sub-committee Isha`at of Majlis Shura of 2006.

Due to administrative changes, the number of Majalis all over Canada has increased to 60.

In the beginning of 2007, a Syllabus was prepared for the whole year and was dispatched to all the Majalis, as it had been requested from most of the Majalis. I wish to put before you, for serious consideration, the number of participants and the Majalis who participated in the first two quarters.

In the first quarter, only 26 Majlis participated, and the number of participants was 224. In the second quarter, the number of Majalis was reduced to 21, and there were only 152 participants. From the statistics, it is clear that something is wrong. All the Majalis should analyze these

In the name of Allah, the Gracious, the Merciful

Report Majlis Shura,
Majlis Ansarullah, Canada
September 07th & 08th, 2007

First Session: 8:30PM **to 9:30**PM

The session started with the recitation of the Holy Qur'an by Mir Majeed Ahmad Tariq Sahib, followed by it's translation in English and Urdu. Na`ib Amir Sahib II Khalifa Abdul Aziz Sahib presided this session. Sadr Majlis Malik Kaleem Ahmad Sahib read the pledge Majlis Ansarullah, and the delegates repeated it with him. The formal meeting commenced upon the leading of the silent prayers by the Na`ib Amir Sahib.

The following Qa`ideen presented the following implementation reports for the previous year.

Qa`id Tarbiyyat	Syed Tariq Ahmad Shah Sahib
Qa`id Ta'lim	Mohammad Abdul Majid Saddiqi Sahib
Qa`id Ithar	Mian Mohammad Saleem Sahib

Implementation Report Tarbiyyat Department

Proposal:
Hadrat Khalifatul Masih (aa) had given a program of prayers to the Jama'at for the success of Khalafat Jubilee. It was important to ensure that these prayers were diligently offered by all of the Ansar. Majlis Shura suggested a system of teaching, memorizing and monitoring so that every Nasir and his family could be included in this blessed scheme. (National Majlis `Amila)

Implementation:
Khilafat Jubilee Program is a part of Tarbiyyat La'ieh Amal for the year 2007.
In most of the Majalis, at least two Friday Sermons were dedicated to emphasizing the importance of the Khilafat Jubilee scheme and encouraging the members of Jama'at to fully act upon this scheme.
Charts containing the Khilafat Jubilee prayers/program were distributed among every household. Ansar brothers were encouraged not only to recite the prayers themselves, but to also include their whole families in doing so.
These aforementioned charts were pasted in most Mosques/Namaz Centers. From time to time, they are also published in Nahnu Ansarullah.

was informed that he used to spread violence.

In short, the same Hasan Ali whom the Muslims used to call "the sun among the Muslim preachers" turned into "lecturer Hasan Ali."

When the doors of the mosques were closed to him, he rented a hall from the Hindus in the same city and delivered two effective lectures, on two consecutive days, first in English and then in Urdu.

In his native city, Bhagalpur, he did not face the same opposition as he faced in Madras. Here the Maulvis only disapproved his decision of joining Ahmadiyyat on the following grounds.

1. He made the decision in hurry without proper investigation.
2. He harmed the Muslims because the useful service he was providing them has stopped.

A great Sufi and a top scholar on Islam, Maulvi Hakeem Ahmad Husain was the only exception. He appreciated Hasan's decision and advised him to continue his work without caring for what others say. With or without this advice, Hasan Ali continued his work and "a large number of people joined the Movement in response to his exhortation" (5)

"His missionary zeal manifested itself up to the last hour of his life, when he was overheard to say, 'Abjure your religion and become a *Musalman*.' On being questioned, he said that he was talking to a Christian." (6)

He died in early 1896 at the age of 42. No information is available about his tomb. No information is available about his direct descendants, but his relatives are spread over India, Pakistan, United Kingdom, Canada and the US.

May the great soul rest in peace in paradise! Ameen!

Bibliography:

ALI, Hasan: Taaeede Haq, Punjab Press, Sialkot, Pakistan, 1897, (This article is mainly based upon pp. 39-74 of this book)
1. ARNOLD, Thomas W.: The Preaching of Islam, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, Pakistan, 1965, p.286 Footnote.
2. Ibid.
3. MIRZA, Ghulam Ahmad: Roohani Khazain, The London Mosque, London, United Kingdom, 1984, Vol. 8, p.248
4. MIRZA, Ghulam Ahmad: Roohani Khazain, the London Mosque, London, United Kingdom, 1984, Vol. 11, p.234
5. KHAN, Muhammad Zafrullah: Hazrat Maulvi Nooruddeen Khalifatul Masih1, The London Mosque, London United Kingdom, p.75
6. The same as "1" and "2"

Bombay (now Mumbai). Seth Sahib wanted to offer allegiance to the Promised Messiah, and having great reliance in Hasan Ali, wished to have his advice before taking any decision. He answered him that by the grace of God he could know the inner condition of a person just by seeing his face. As agreed, both proceeded for Qadian, reached there on January 2 1894, and met the Promised Messiah (as) the same day. Hazrat's hospitality was the same as it was in 1887. After the very first meeting, Seth Sahib instantaneously turned into Ahmad's lover. Hasan Ali was confounded. Except for the physical features he was not the same person as he was in 1887. Allah, Allah (Good God), he was an embodiment of Noor. It seemed as if God Himself had cloaked him from head to toe in His love. During his few days stay at Qadian, Hasan Ali got the opportunity to meet Huzur twice a day, and also had a glance of Aaina Kamalate Islam, Fatah Islam, Tauzeehe Maram, Ezalae Auham, Shahadatul Qur'an and Barkat-al-Dua, authored by the Promised Messiah (as). The study of these books convinced him that Hazrat Mirza Ghulam Ahmad was the Promised Reformer of this age, whom God has raised to make Islam triumph over the evils against Islam. Now the question he faced was: should he offer allegiance to this illustrious person at the cost of fame, honour, etc, or should he adopt the life of a hypocrite? Satan advised him to leave Qadian quietly and be saved from disgrace. The Angel told him that one who does not believe in Imam of the time dies as an ignorant. He spent a few days in great conflict and supplicated God for guidance. Satan and the Angel were pulling him in two opposite directions. And he was so counterbalanced between these two opposite forces that even a puff of wind was sufficient to push him in either direction. Finally and fortunately, he listened to the Angel and offered allegiance to the Promised Messiah (a.s.) on Friday, 11 January 1894, after which he experienced a great spiritual progress within him. He was fortunate to be the first Ahmadi from Bihar and one of the 313 Companions of Imam Mahdi. Seth Abdurrahman also joined Ahmadiyyat. They are listed in Zameema Anajm Atham as follows:

"*No. 91,* Late Hasan Ali of Bhagalpur" (4)

Hasan Ali left Qadian for Lahore on January 13, where he delivered a lecture in English, in which he described some of the spiritual benefits he derived after believing in the Promised Messiah (as). Then he went to Madras, where what happened to him was the same what has always happened to the lovers of truth in every age and in every country. His entry in mosques was prohibited. Pamphlets were distributed in every mosque that Hasan Ali is excommunicated from the Ahle Sunnat Community. The police

that God was helping him from his own treasury.

Anjuman Himayate Islam Hyderabad resolved to send Hasan Ali to England as a Muslim missionary, which could not be materialized due to some politics. Great was this honour for him, but the real, and an honour greater than this, was bestowed upon him by the Promised Messiah (as). Discussing the preaching of Islam in the English speaking countries, he said that persons proficient in English be sent to these countries as missionaries, for example: Maulvi Hasan Ali, whom he loved for the sake of God. He is well behaved and has the courage and ability to give publicity to Islam (Noorul Haq V.2, p.62). (3)

In spite of all the successes he achieved and the honours bestowed upon him, he never thought himself to be a learned person. Whenever he compared his abilities with the high standard lectures he delivered on different occasions, he always thought it to be a miracle and a proof of the existence of Almighty God. Even his friends used to get astonished after listening his lectures.

Being the preceptor of more than 2,000 Muslims in Dacca, he was always in search of a preceptor for himself. Several times he requested Qazi Syed Husain to suggest him a person, whom he could offer allegiance. Being aware of Hasan's own high station, Qazi Sahib was reluctant. However, after his repeated requests, he suggested him the name of Syed Shah Husain Qamri Abul Ali, to whom he offered his allegiance, on the condition that if he finds a perfect Sheikh, he should be allowed to obtain bounty (Faiz) from him. Syed Sahib cheerfully agreed.

In 1893, Hasan Ali had the occasion to attend the Annual Conference of Anjuman Himayte Islam, in Lahore, in which Maulvi Hakeem Nooruddeen, whose knowledge of the Holy Qur'an was superb, gave an exposition of Al-Noor, 24:36. Hasan Ali was unable to express in words how deeply he was affected by this discourse. In a meeting with Hakeem Nooruddeen, he asked him about the benefits he derived after offering his allegiance to Hazrat Ahmad. He answered that he tried his best to get rid of a sin but could not. After offering allegiance, he not only got rid of the sin, it became repugnant to him.. He adds that if Hakeem Nooruddeen had recited some of the miracles and prophecies of Hazrat Ahmad, he might not have attached much importance to them, but he was deeply affected by what he told him. The reason of him being so deeply affected by this answer was that this quality of Hazrat Ahmad a.s. was perfectly identical with one of the qualities of the Holy Prophet Muhammad s.a.w., purifies, mentioned in Al-Jumu'ah, 62:3.

It was almost the end of 1893 that Hasan Ali met Seth Abdurrahman Haji Allah Rakha of Madras in

renowned book, Braheene Ahmadiyya, and also claimed to be Mulham (a revealed person). Ahmad's claim to be a revealed person did not surprise him, because he knew that revelation is not confined only to the Prophets, it includes non-Prophets as well. After knowing about Ahmad, Hasan Ali felt a desire to meet him. With a companion he went to Qadian, where Ahmad's warm welcome deeply impressed them. Hasan Ali's friend, who accompanied him in his journey from Amritsar to Qadian, was a great opponent of Ahmad and thought him to be an impostor and pretender. After meeting Ahmad, he changed his views and, in the presence of Hasan Ali, apologized Ahmad for having mistrust in him. In Qadian, Hasan Ali met an old relative and great opponent of Ahmad. On being asked about Ahmad, this man said that he thought Ahmad to be false in his claim to be Mulham, but admitted that from his very early age Ahmad was of good conduct, fond of books, and always inclined towards prayer. At the time of his departure, Ahmad offered him Braheene Ahmadiyya and Surma Chashme Arya. The study of these books convinced him of Ahmad's high station.

After meeting Ahmad, Hasan Ali, not even for a moment, thought him to be a pretender. The only evil thought that came to his mind was that Ahmad was deluded about himself. It was so because of the wrong model he had about the reformer of that century. Although he did not offer allegiance to Ahmad, it was only due to this meeting that in the very next year (1888), 14 years after his marriage, he was blessed by God with his first issue, a boy, whom he named Ahmad.

After returning from Qadian, Hasan Ali was again engaged as a missionary, in which his success was more than his own imagination. Several hundred Hindus embraced Islam at his hand. More than 2,000 Muslim students who, under the influence of the Western Philosophy, had turned into atheists, agnostics, or weak in faith, returned to Islam after listening to his lectures. He lectured in more than 40 cities in India. And with the cooperation of rich Muslims, he founded orphan houses and/or Madrasas in 12 cities. Within seven years (1887-94), he was well known all over India. He had the honour of being the guest of honour of Maharaja Mysore, Nawab Weqaral Amra Bahadur, chief minister of Hyderabad state, and Nawab Sir Asman Jah. Lord Canmara, Governor of Madras (now Chennai), chaired the meeting, in which he delivered lecture in the Senate Hall of Madras in English.

Hasan Ali's monetary condition surprisingly turned better. As a headmaster he was getting Rs. 100.00 per month, but was unable to donate even Rs 10.00 in charity. As a missionary he was getting only Rs. 15.00 per month, but often donated Rs. 500.00 at a time in charity. Its only reason was

It was February 6, 1886 Maghrib time that "he felt an imperceptible craving to quit his post, from which he used to get Rs 100.00 per mensem. He tendered his resignation, much to the reluctance of his friends, and maintained himself for sometime by publishing a monthly journal, 'Noorul Islam.' He gave several lectures on Islam at Patna, and then went to Calcutta, where he delivered his lecture in English , which produced such effect on the audience that several European clergymen vouchsafed the truth of Islam, and a notable gentleman, Babu Bepin Chandra Pal, was about to become *Musalman*. He was invited by the people at Dacca where his preachings and lectures left his name imbedded in the hearts of the citizens. His various books and pamphlets and successive lectures in Urdu and in English in the different cities and towns in India gave him a historic name in the world. Some one hundred men became Musalmans on hearing his lectures and reading his books." (2)

Several Muslims in Patana, who used to read Anwar-ul-Islam and listened to his lectures, remarked: *Hasan Ali seems to be the reformer of this age*. A renowned Muslim scholar compared his works with the works of Imam Ghazali. But he himself always thought that the Promised Reformer - about whom he had formed a model in his mind - must be of higher station than him. Some of his friends at Lahore told him that Sir Syed Ahmad Khan, Founder of the Aligarh Muslim University, seems to be the reformer of this age, and listed his qualifications. He answered them that, being deprived of righteousness, he could not be a reformer.

Based upon his personal experience, he was dissatisfied with the great saints and Maulvis of his age. How can these persons, unaware themselves of the innumerable objections targeting Islam, do the job of defending it? Without any pride or boasting, he was convinced that although his knowledge of Arabic was less than them, he could face the enemies of Islam and could explain the truth of Islam better than them.

During his tour of Punjab in 1887, he found this province most fertile from the religious point of view. This was the reason that the Christians, the Brahmus, the Arya Samaj, etc. tried their best to convert this province to their respective faiths. Sir Syed named them "Zinda Dil Punjab," because for his educational services, this province supported him more than any other province. This could be the reason that God raised the Prophet of this age, Hazrat Mirza Ghulam[as], in this province.

At Amritsar, Hasan Ali heard the name of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian, district Gurdaspur, who had successfully and excellently faced the Christians, the Arya Samaj and the Brahmus, had authored a

HADHRAT MAULVI HASAN ALI[RA]

(1852-1896)

(The first Ahmadi from Bihar- one of the 313 Companions of the Promised Messiah[a.s.])

Dr. S. M. Shahab Ahmad, Edmonton, AB

Hasan Ali was born in Bhagalpur, Bihar, on Friday 22 October, 1852 (8 Muharram 1269A.H.), in a family which, like the other Muslims of the city, was indulged in idolation, innovation, deviated from the right path, and uneducated. Contrary to his family tradition, he received education, first in a Maktab and then in a school. His intelligence, scholastic accomplishments, and innate burning desire to know the truth is described in the obituary note, published in the Moslem Chronicle, dated 4 April, 1896.

"In private and school life, he was marked as a very intelligent lad and made considerable progress in his scholastic career within a short time. He passed Entrance (high school examination) at a very early age and received scholarship with which he went up to the First Art (I.A.), but shortly after his innate anxiety to seek truth prompted him to go abroad the world, and abandoning his studies he mixed with persons of different persuasions, Fakirs, Pundits, and Christians, entered churches, and roamed over wilderness and forests and cities with nothing to help him on except his sincere hopes and absolute reliance in the mercy of Great Lord; for one year he wandered in various regions of religion until he accepted the post of a headmaster in a Patna school." (1)

He married the same year (1874), before joining his assignment. In Patna, he benefited from the company of a great Muslim scholar, Qazi Haji Syed Raza Husain, wrote Quwate Faisla, Tahreek, Seer, etc., and edited several newspapers. There was no public gathering in which he was not invited as a speaker. In spite of all these honours he gained, he felt that his love for God had decreased and he was not punctual in offering the five daily prayers. In short, he was living like a philosopher, which was abhorrent to him. He supplicated God for forgiveness of his sins and vowed to be punctual in offering prayers, which he actually did. This turned him into a chaste person. As a result, he felt a craving to write books, describing the excellences of Islam which could save Muslims from the bad influence of the Western Philosophy; and wrote a very popular book, Miraj-ul-Momneen. After reading this book, many Muslims who were not offering prayers started to do so.

Fat-hi-Islam (Victory of Islam)

In this book (written and published in 1891 CE), Hadrat Ahmad (as) first mentioned of the efforts that the Christians were making at that time to convert the Muslims to their own faith. He remarks that the darkness has prevailed and disorder has become the order of the day. Good deeds are derided and poisonous ideas are being infused into the minds of people.

He pointedly mentions the teachings of Christianity, which are like mines to blow up righteousness and piety and announces to the people all over the world that he has been sent by God to counter all these evils. He asks the Muslims if they do not think that it was necessary that in such circumstances, a Godly man should have come to help them and the world at large.

He claims that he is the one who has been sent at the most appropriate time to correct the wrongs, to revive the religion and to establish it in the hearts of the people. As for the sacrifices that would be needed, he says that revival of Islam demands a sacrifice from us and that sacrifice is the giving of our lives.

Hadhrat Ahmad (as) outlines his work and says that in order to reform the people, there are five things that will have to be done like five separate departments, or five branches of the main task. Those five branches are:

- To write books for publication and distribution.
- To issue posters and handbills.
- To entertain those who come to Qadian for further understanding.
- To write letters to the people in different parts of the world.
- To organise those who are initiated into the field.

To assure the people that it was essential to believe in him, he says that he who leaves him, leaves Him who has sent him, and he who joins him, joins the One who has sent him. He further says that he has a lamp in his hand and he who comes to him will partake of the light of that lamp, but he who flees away from him because of suspicion and doubt will be thrown into the darkness. He says that he is the well-secured fort and whoever enters this fort will save his life from falling into the hands of the robbers and dacoits but he who stays away from his four walls will have to confront death from all sides and even his dead body will not be left intact.

Hadhrat Ahmad (as) then mentioned of his very close followers, among them Maulvi Hakim Nur-ud-Din who, on the demise of Hadrat Ahmad (as), became his first successor. He also mentions with great affection and admiration Sheikh Mohammad Hussain Muradabadi, Hakim Fazlud Din Bherwi and Mirza Azim Beg.
At the close of the book Hadhrat Ahmad (as) has made an announcement to the effect that all those who would like to ask any questions or who have any objections against Islam, the Holy Qur'an and the Holy Prophet (sa), or against himself (Hadhrat Ahmad (as)) or his claims or the work that he is doing, should write to him and seriously and sincerely ask for his answers. He tells them in this announcement that he will publish their questions or objections with his answers in a book form.

Introducing the Books of the Promised Messiah[as]

(Naseem Saifi)

(The Promised Messiah and Mahdi, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad[as], wrote more than eighty books, mostly in Urdu, Arabic, and Persian. Only a small number of these have been translated into English. In order to hopefully bring English readers closer to the original writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad[as], we are serializing introducing the Books of the Promised Messiah (as) by Mr. Naseem Saifi. In this work. Mr. Saifi has presented a brief account of every book written by the Promised Messiah[as]).

Sabz Ishtihar (Green Poster)

Sabz Ishtihar is the title by which it came to be known because it was printed on a green paper, otherwise the title of the poster is ***Haqqani Taqreer bar waqia-wafat Bashir*** (i.e. A speech full of truth delivered on the death of Bashir).

Bashir the first was born on 7th August 1887 CE, and he died on 4th November 1888. Hadhrat Ahmad, peace be on him, published posters on 20th February 1886, 8th April 1886 and 17th August 1887. The posters had made mention of the birth of a son who was to have very special qualities. When Bashir the first died, there was a great hue and cry from the opponents saying that the prophecy of Hadhrat Ahmad (as) about an illustrious son had been proved false, for the child about whom he thought was illustrious was no more.

Hadhrat Ahmad (as), in this address (published in the form of a poster which came to be known as the Green Poster) draws the attention of the opponents to the fact that the posters really made mention of two boys. One of them was to come to the world and go away quickly as a guest does. The other was to live a fairly long life and was to be the fulfillment of that prophecy.

At the end of this poster (issued on the first day of December 1888), Hadhrat Ahmad (as) has added a note headed as 'Tabligh' (the conveyance of a message) and has invited the people to take Baiat at his hand. He expressly states that he has been commanded by God that all those who are seekers after truth should be told to take Baiat (get themselves initiated) for the acquisition of faith, piety and the love of God: they should do so to get rid of a dirty, lazy rebellious kind of life.

Hadhrat Ahmad (as) invites the people to join him and he assures them that he would be sympathetic towards them and would try to lessen their burdens; he further says that God will help them through his prayers, the condition being that they should be ready, heart and soul, to act according to the divine guidance.

Majlis Ansarullah Silsila 'Āliya Ahmadiyya Canada

Members of National Majlis 'Amila Canada, 2008
100 Ahmadiyya Ave, Maple Ontario, L6A 3A4
Tel: (905) 417-1800 Fax: (905) 417-1006

	Name	Office	Telephone	Mobile
1	Shafqat Mahmood	Sadr	905-417-6336	647-234-6336
2	Meer Majeed Ahmad	Na'ib Sadr Awwal	905-417-2097	416-451-3425
3	Rafiq Ahmad Qamar	Na'ib Sadr Saf Dom	905-209-9933	416-728-6727
4	Muhammad Iqbal Kahloon	Na'ib Sadr	416-746-2965	
5	Mubariz Naseer Warraich	Na'ib Sadr	905-459-9968	647-280-7431
6	Laiq Ahmad Khurshid	Mu'awin Sadr	905-417-1267	647-297-5545
7	Mian Mohammad Naeem	Mu'awin Sadr	905-303-6684	416-716-5864
8	Col. Dildar Ahmed	Rukn Khususi	416-747-8750	
9	Syed Muhammad Ahmad Shah	Rukn Khususi	905-451-8146	
10	Cdr Ch. Mohammad Aslam	Rukn Khususi	416-743-2191	
11	Mohammad Saiful Islam	Qa'id 'Umumi	416-631-1106	647-402-3666
12	Mansoor Ahmed Nasir	Qa'id Ta'lim	905-452-3858	416-407-4347
13	Syed Tariq Ahmed Shah	Qa'id Tarbiyat	416-746-1673	
14	Naseer Maharaj	Qa'id Tarbiyat Nau Muba'i'in	905-837-0632	
15	Mian Mohammad Saleem	Qa'id Ithar	905-303-7875	416-473-6426
16	Kamran Ashraf Chaudhry	Qa'id Tabligh	905-417-5972	
17	Munawar Javed Chaudary	Qa'id Dhahanat Wa Sehat Jismani	905-303-2360	
18	Malik Mohammad Arshad	Qa'id Mal	416-746-9122	416-402-9101
19	Nazeef Ahmad Chaudhary	Qa'id Waqf Jadid	905-832-4703	
20	Nasir Ahmad Bajwa	Qa'id Tahrik Jadid	905-303-5432	
21	Abdul Hamid Ghani	Qa'id Tajneed	905-303-9457	
22	Mohammad Zubair Mangla	Qa'id Isha'at	905-303-5262	416-991-3085
23	Imran Latif Sharma	Qa'id Ta'limul Qur'an	905-417-9846	
24	Muhammad Nasrullah	Auditor	416-748-0817	416-303-4350
25	Syed Talha Bin Zareef	Na'ib Qa'id Umumi	416-913-9466	
26	Mohammad Amirul Haque	Na'ib Qa'id Tabligh	905-417-8703	
27	Nadim Tahir	Na'ib Qa'id Dhahanat wa Sehat Jismani	905-238-5773	
28	Syed Munir Ahmad Shah	Na'ib Qa'id Mal	905-303-2772	
29	Mahmood Ahmad Bashir	Na'ib Qa'id Tajneed	416-744-7761	
30	Nasir Ahmad Vance	Na'ib Qa'id Isha'at (Urdu)	416-857-8725	
31	Dr Sajid Ahmad	Na'ib Qa'id Isha'at (English)	905-454-1772	416-729-8051

Prophecy of the Holy Prophet Muhammad (sa)

"Prophethood shall remain among you as long as Allah shall will. He will bring about its end and follow it with Khilafat on the precepts of prophethood for as long as He shall will and then bring about its end. A tyrannical monarchy will then follow and will remain as long as Allah shall will and then come to an end. There will follow thereafter monarchial despotism to last as long as Allah shall will and come to an end upon His decree. There will then emerge Khilafat on precept of Prophethood." The Holy Prophet[SA] said no more. (Masnad Ahmad)

Khilafat Ahmadiyya Jubilee Celebrations

Yes - we are almost there! The wait is about to end! But are we ready for it?
Did you take a day off on May 27, 2008 to participate in the Centenary Khilafat Ahmadiyya Jubilee celebrations?
Are you planning to offer Tahajjud and then participate in the Jalsa Khilafat Day on May 27?
What are your plans for May 24, 25 and 26?
Did you know that at Baitul Islam Mosque, Maple, Ontario, everyone is gathering to celebrate Khilafat Jubilee?
Are you planning to come with your whole family every day for all day on May 24, 25 and 27?
Did you know that on May 24 and 25, there will be lot of sports and games for every one? Men, Women, Children - every one!
Are you planning to attend the Mushaira and International Nazm competition on Saturday evening (May 24)
Are you planning to participate in Run for Vaughan charity run on May 25 at 9am?
Are you bringing your children to the Children's fair on May 25 after Run for Vaughan?
There will be:

- Pony Rides
- Jumping Castles
- Free snow cones
- Free Cotton Candy
- and much more

Are you planning to attend Jalsa Khilafat day starting at Tahajjud prayers (3:45am) and continuing until afternoon on Tuesday.
Will you bring non-perishable food for the poor and needy? Humanity First bins will be there to collect food for its food bank.
If you are not ready, then hurry up take the days off and be there - we will be waiting for you! Yes take the day off from your work and school.
Still thinking? - Just remember this is once in a life time opportunity! Don't even think of passing this invitation - you won't get one for another 100 years!
One last question....
ARE YOU RECITING THE JUBILEE PRAYERS REGULARLY?
May Allah bless you!

light. By it did the Prophets who were obedient to Us judge for the Jews:" *(5:45)*.

3. Non-Prophet Khalifas of a Prophet, with or without temporal powers, such as godly people learned in the Law. Their mission is to protect and preserve the law from being tampered with *(5:45)*.

Briefly, the verse under comment covers all these categories of Khalifas, viz., the Holy Prophet's rightly-guided Khalifas, the Promised Messiah, his Successors and the spiritual Reformers or Mujaddids. Their mission, as the above verse says, is to protect the Law and to bring back "the erring flock into the Master's fold."

The special marks and characteristics of these Khalifas are:

- They are appointed Khalifas through God's own decree in the sense that the hearts of believers become inclined towards them and they voluntarily accept them as their Khalifas;
- the religion which their mission is to serve becomes firmly established through their prayers and missionary efforts;
- they enjoy equanimity and peace of mind amidst hardships, privations or persecution which nothing can disturb; and
- they worship God alone, i.e. in the discharge of their great responsibilities they fear no one and they carry on their duties undaunted and without being discouraged or dismayed by the difficulties that stand in their way.

The verse may also be regarded as embodying a prophecy which was made at a time when Islam was very weak and idols were being worshipped throughout Arabia and the Muslims being small in number feared for their very lives, and yet in the course of only a generation the prophecy was literally fulfilled. Idolatry disappeared from Arabia and Islam became firmly established not only in Arabia but also reigned supreme in the whole world and the followers of the Holy Prophet, erstwhile regarded as the dregs and scum of humanity, became the leaders and teachers of nations.

The words, "Whosoever is ungrateful after that, they will be the rebellious," signify that Khilafat is a great Divine blessing. Without it there can be no solidarity, cohesion and unity among Muslims and therefore they can make no real progress without it. If Muslims do not show proper appreciation of Khilafat by giving unstinted support and obedience to their Khalifas they will forfeit this great Divine boon and in addition will draw the displeasure of God upon themselves.

(The Holy Quran with English Translation and Commentary, Vol. 4, pp. 1869-1870.)

A Passage from the Holy Qur'an on Khilafat

The Muslim Sunrise, Summer 1995

Allah had promised to those among you who believe and do good works that He will surely make them Successors in the earth, as He made Successors from among those who were before them; and that He will surely establish for them their religion which He has chosen for them; and that He will surely give them in exchange security and peace after their fear: They will worship Me, and they will not associate anything with Me. Then who so is ungrateful after that, they will be the rebellious.

(Surah Al-Nur, Verse 56)

Commentary:

The present verse embodies a promise that Muslims will be vouchsafed both spiritual and temporal leadership. The promise is made to the whole Muslim nation but the institution of Khilafat will take a palpable form in the person of certain individuals who will be the Prophet's Successors and the representatives of the whole nation. They will be, as it were, Khilafat personified. The verse further says that the fulfillment of this promise will depend on the Muslims' observing the Prayer and giving the Zakat and on their obeying the Messenger of God in all religious and temporal matters concerning the nation. When they will have fulfilled these conditions, the boon of Khilafat will be bestowed upon them and they will be made the leaders of nations; their state of fear will give place to a condition of safety and security, Islam will reign supreme in the world, and above all the Oneness and Unity of God - the real purpose and object of Islam - will become firmly established.

The promise of the establishment of Khilafat is clear and unmistakable. As the Holy Prophet is now humanity's sole guide for all time, his Khilafat must continue to exist in one form or another in the world till the end of time, all other Khulafas having ceased to exist. This is among many others the Holy Prophet's distinct superiority over all other Prophets and Messengers of God. Our age has witnessed his greatest spiritual Khalifa in the person of Ahmad, the Promised Messiah.

The Qur'an has mentioned three kinds of Khalifas:

1. Khalifas, who are Prophets such as Adam and David. About Adam, God says in the Qur'an: "I am about to place a vicegerent in the earth" *(2:31)*; and about David He says: "O David, We have made thee a vicegerent in the earth" *(38:27)*.
2. Prophets who are the Khalifas of another and a greater Prophet such as the Isrealite Prophets who all were the Khalifas of Moses. About them the Qur'an says: "We have sent down the Torah wherein was guidance and

Selected Verses from the Holy Qur'ān

Chapter 29: Al-`Ankabut

[29:1] In the name of Allah, the Gracious, the Merciful.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿١﴾

[29:2] Alif, Lam, Mim.

الٓمّٓ ﴿٢﴾

[29:3] Do men think that they will be left alone because they say, 'We believe,' and that they will not be tried?

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْرَكُوْٓا أَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ
لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿٣﴾

[29:4] And We did try those who were before them. So Allah will, assuredly, know those who are truthful and He will, assuredly, know the liars.

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٤﴾

[29:5] Or, those who commit evil deeds imagine that they will escape US? How ill they judge!

أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ أَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۚ
سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٥﴾

[29:6] Whoso hopes to meet Allah, let him be prepared for it, for Allah's appointed time is certainly coming. And He is the All-Hearing, the All-Knowing.

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۚ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦﴾

[29:7] And whoso strives, strives only for his own soul; verily, Allah is Independent of all His creatures.

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧﴾

[29:8] And as to those who believe and do righteous deeds We shall surely, remove from them their evils, and We shall, surely, give them the best reward of their works.

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ
سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾

[29:9] And We have enjoined on man kindness to his parents; but if they contend with thee to make thee associate that with ME of which thou hast no knowledge, then obey them not. Unto ME is your return, and I shall inform you of what you did.

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۚ وَإِنْ جَاهَدٰكَ
لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩﴾

[29:10] And those who believe and do righteous deeds - them We shall, surely, admit into the company of the righteous.

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي
الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠﴾

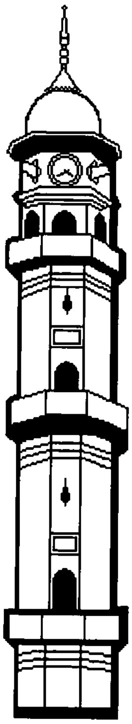

قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ

(Holy Qur'ān, 3:53 & 61:15)

Quarterly

Nahnu Ansarullah Canada

Volume IX, No. I
January 2008– March 2008

A publication of
Majlis Ansarullah Canada
An auxiliary of
Ahmadiyya Muslim Jama'at Canada

Editorial Board *Nahnu Ansarullah Canada*
Amir Ahmadiyya Muslim Jama'at Lal Khan Malik
Sadr Majlis Ansarullah Shafqat Mahmood
Qai'd Isha'at & Manager Mohammad Zubair Mangla
Addl. Qai'd Isha'at & Editor Urdu Nasir Ahmad Vance
Addl. Qai'd Isha'at & Editor English Dr. Sajid Ahmad
Address
Majlis Ansarullah Canada 100 Ahmadiyya Avenue, Maple, ON L6A 3A4

In this Issue

1	Selected Verses from Holy Qur'an	2
2	Khilafat In the Holy Qur'an	3
3	Members of National Majlis 'Amila Canada, 2008	5
4	Books of the Promised Messiah[as]	6
5	Hadrat Maulvi Hasan Ali[ra]	8
6	Report Majlis Shura 2007	13

ANAS WOOD WORK INC.

Adding Value to your Home / Business

We can assist you with all your wood working needs.

- Store Fixtures
- Displays
- Millwork
- Kitchen Cabinets, Commercial and Residential

CALL US TODAY! WE HAVE THE ANSWER TO ALL YOUR WOODWORKING NEEDS!

ANAS WOOD WORK INC.

Rashid Mughal
70 Belfield Road # 11
Rexdale, ON M9W 1G3

Phone: (416)-244-3933
Fax: (41 6)-244-7092
Email:
anaswoodwork@yahoo.ca

HONEY, HEALTH & HEALING

100% PURE & NATURAL HONEY

oney for all ages in every house

To Order Call Mansoor

utra Bee organics
www.nutrab.com

905-303-1956 /416-230-5622
445 John Deisman Blv, Maple

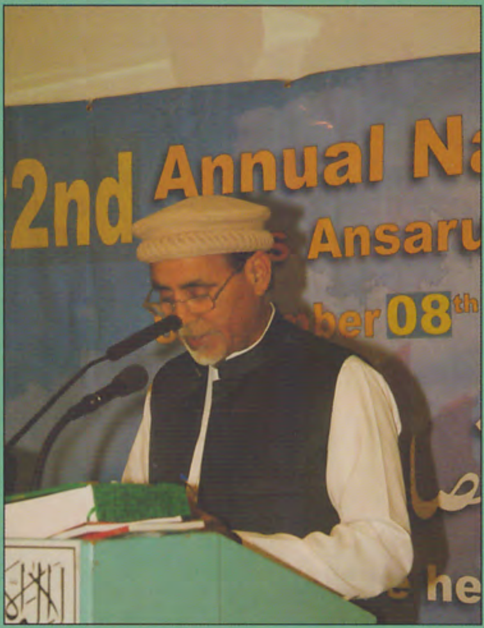
2nd Annual

NAHNU ANSARULLAH

Volume 10, NO. 3
January 2008 - March 2008

CANADA

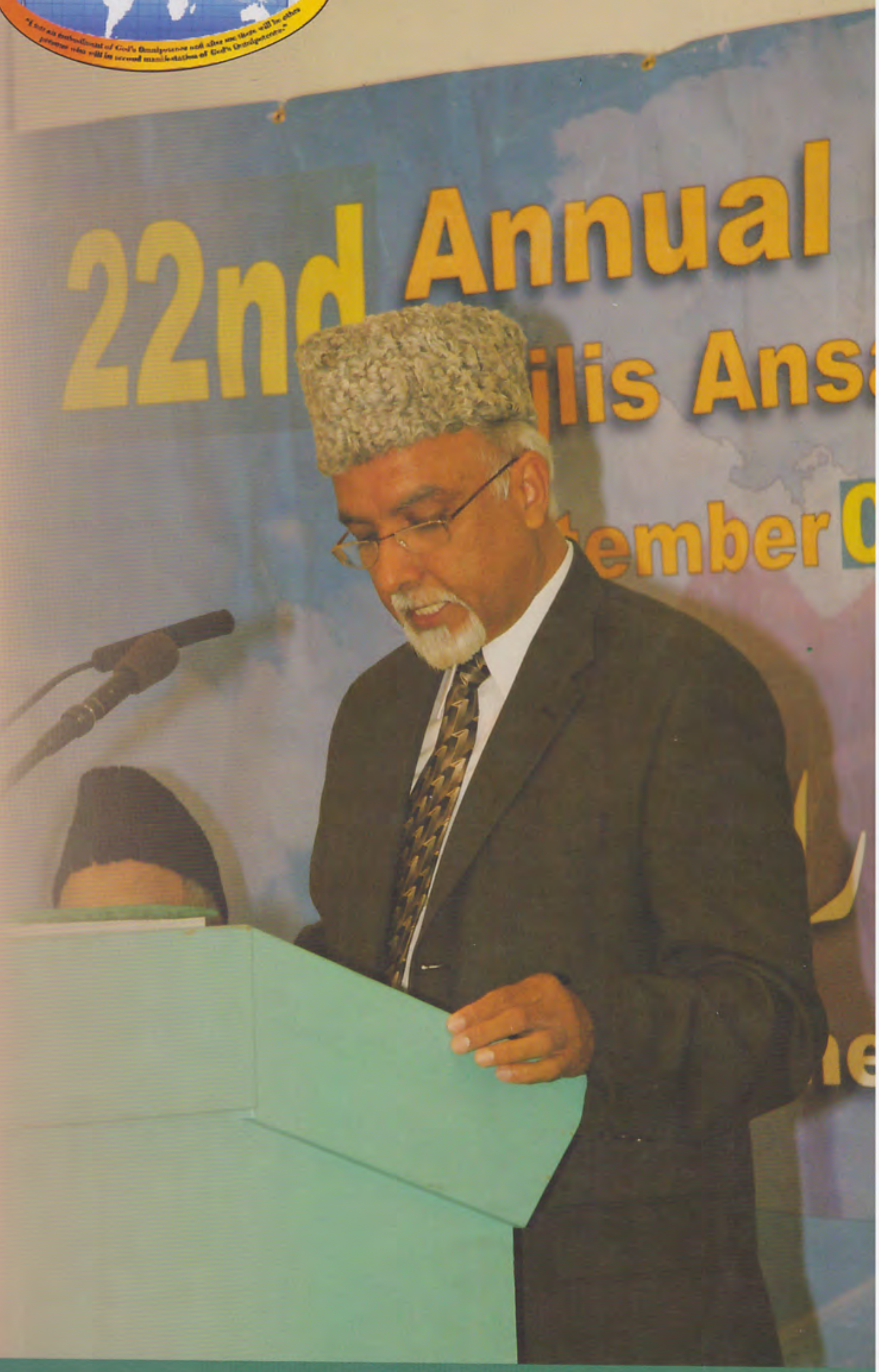

ANSARULLAH IJTIMA 20007